[illegible]

مِلکُ المشائخ حضرت بابا فریدالدین گنجشکر قدس اللہ سرہٗ کے اعمال و اقوال کا مجموعہ

کُل صوفی اور غیر صوفی مسلمانوں کے پاس رہنے کے لائق کتاب

جسے

سلطان الاولیا محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی

میں راحت القلوب کے نام سے ترتیب دیا تھا

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

اب

ملا محمد الواحدی ایڈیٹر نظام المشائخ

و مترجم جاماسپ نامہ و انوار التحقیق وغیرہ نے اسکو سلیس و بامحاورہ اردو کا لباس پہنایا اور خادم الفقرا سید منظور احمد عبادی نے مترجم موصوف کے

درویش پریس دہلی میں چھپوا کے

دفتر نظام المشائخ دہلی سے شائع کیا

قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ۹ بذریعہ وی۔ پی ۱۰ (ا)

نذر

اُس مناسبت کی بنا پر جو عالی جناب مولٰنا
سیّد محمد دیوان پاک پٹن شریف کو بابا
صاحب رحمہ سے اور سیدی خواجہ حسن نظامی
کو سلطانجی صاحب سے ہے میں یہ ترجمہ
ان ہر دو بزرگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

عطا خود آنچہ فرمودی ہمانست تحفہ آورم
وگر خویش افزاید مگر حسن قبول تو

محمد الواحدی دہلوی

هو الجمل　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　یا معین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

دیباچہ

راحۃ القلوب مشہور ملفوظ ہے جسکو حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ دہلوی نے اپنے شیخ طریقت حضرت بابا فریدالدین گنجشکرؒ کی زبان مبارک سے سنکر جمع کیا تھا۔ اور جو طبقۂ صوفیہ میں عموماً اور سلسلۂ نظامیہ میں خصوصاً نہایت مقبول کتاب ہے۔

یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور اس کا اصلی لطف فارسی ہی میں حاصل ہوسکتا ہے مگر آجکل فارسی زبان کے جاننے والے بہت کم رہ گئے ہیں۔ اردو کا رواج بڑھتا جاتا ہے اور دینی و دنیاوی کتابیں اب اردو ہی میں لکھی جاتی ہیں۔ نیز عربی۔ فارسی کی جس قدر کتابیں ہیں وقت کی ضرورت کا خیال کرکے لوگ ان کے ترجمے شائع کر رہے ہیں۔ اگرچہ میں ملفوظات صوفیہ کے تراجم کا طرفدار نہیں ہوں۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ ترجمہ میں ملفوظ کی اصلی شان اور برکت و تاثیر باقی نہیں رہتی لیکن یہہ دیکھکر کہ اب ملک میں اردو زبان کے بغیر بزرگوں کے خیالات پھیل نہیں سکتے۔ مجبوراً اپنی رائے کو بدل لیا ہے۔ اور ضروری کتب تصوف و ملفوظات صوفیہ کے ترجمے شائع کرنا چاہتا ہوں۔

حلقۂ نظام المشائخ کا یہ پہلا مقصد ہے کہ علم تصوف کی حفاظت و اشاعت کیجائے یعنی علم تصوف کا دور جدید کی نسلوں میں پھیلانا۔ بغیر اس کے ناممکن ہے کہ تصوف کی کتابیں اردو و انگریزی میں ترجمے کرکے شائع کیجائیں لہذا سب سے پہلے راحۃ القلوب

جیسے پُرسوز و گداز ملفوظ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

میرے لیے اور تمام محبانِ تصوف کے لیے یہ معلوم کرنا باعث مسرت و شادمانی ہوگا کہ یہ ترجمہ ایک انگریزی خواں و انگریزی داں نوجوان نے کیا ہے جو طبقہ مشائخ کی خدمت گزاری کے سبب گروہ صوفیہ میں معقول شہرت رکھتے ہیں اور جنہوں نے معلومات درویشی حاصل کرنے اور فقرا کی خادمی کے لیے اپنی زندگی قربان کر دی ہے یعنے سید محمد ارتضے واحدی۔ عرف ملا محمد الواحدی جنہوں نے محض خدمت مشائخ کے خیال سے رسالہ نظام المشائخ جاری کیا۔ اور عنقریب ہفتہ وار اخبار درویش جاری کرنا چاہتے ہیں۔ راحتہ القلوب کے ترجمے پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واحدی صاحب ترجمہ جیسے مشکل اور دشوار مرحلہ میں آسانی سے کامیاب ہوئے ہیں۔ ترجمہ میں انہوں نے الفاظ کی رعایت بھی رکھی ہے۔ تاکہ لفظی اثر فوت نہ ہو جائے۔ اور عبارت کی صفائی وسلاست کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ان دونوں باتوں کا نباہنا آسان بات نہیں۔ جو لوگ اس فن سے واقف ہیں وہی ترجمہ کی مشکلات کو جانتے ہیں۔

واحدی صاحب نے جب سے حلقہ نظام المشائخ کی کارکنی اختیار کی ہے۔ برابر عربی زبان حاصل کر رہے ہیں۔ اور اب اس قابل ہو گئے ہیں کہ عربی کا ترجمہ بھی کر لیتے ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب الاخلاق کا ترجمہ شروع کر دیا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ اول یہی کتاب شائع ہو۔ مگر میں نے پہلے راحتہ القلوب کے ترجمے کی جانب توجہ کرنے کی رائے دی۔ جس کو انہوں نے قبول کیا

امید ہے کہ یہ ترجمہ بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اور نئی روشنی کے لوگوں کو ساڑھے چھ سو برس پہلے کا زمانہ نظر آ جائے گا۔ اور وہ دیکھیں گے کہ اگلے وقت کے بزرگوں کی محفلوں میں کیا چرچے رہا کرتے تھے۔ اور آج کل کے مشائخ کی صحبتوں میں

کیا افسانے ہوتے ہیں ٭

کتاب میں بعض مضامین ایسے بھی آئیں گے جو آجکل کے تخیل اور مذاق کے خلاف معلوم ہوں گے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ ان مضامین کی نسبت زبان طعن دراز کیجائے مناسب ہے کہ ان کی اچھی تاویل نکال کر دل کو سمجھا لیا جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ سیکڑوں مفید باتوں کی تاثیر کو وہ باتیں جو بظاہر خلاف قیاس معلوم ہوتی ہیں برباد کردینگی۔

مئی ۱۹۱۱ء

حسن نظامی

بزم فرید

یعنی ترجمہ

راحۃ القلوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۶۵۵ھ ہجری رجب کی شانزدہ تاریخ چہارشنبہ کے دن مسلمانوں کے دعاگو اور سلطان الطریقہ (حضرت باباصاحب) کے ایک مرید بندہ نظام الدین احمد بدایونی (یعنی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جو ان ملفوظات کے مؤلف ہیں مترجم) دولت پابوسی حضرت سید العابدین (باباصاحب) حاصل ہوئی۔ حضرت باباصاحب نے کلاہ چارترکی جو اس وقت ان کے سر مبارک پر تھی اتار کر اپنے ہاتھ میں لی۔ اور دعاگو کے سر پر رکھ دی اور خرقہ خاص اور چوبی نعلین (یعنی کھڑاویں) عطا فرمائیں۔ الحمد للہ علی ذلک نیز ارشاد کیا کہ میں ہندوستان کی ولایت کسی دوسرے کو دینی چاہتا تھا۔ مگر تم راستہ میں تھے۔ اور دل میں ندا ہوتی کہ صبر سے کام لیا جائے نظام الدین احمد بدایونی آ رہا ہے یہ ولایت اسکی ہے۔ اسکو دینا۔ دعاگو یہ کلمات سنکر کھڑا ہو گیا۔ اور اشتیاق زیارت کی بابت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مگر حضور شیخ الاسلام کی اتنی دہشت طاری ہوئی کہ کہہ نہ سکا۔ حضرت شیخ الاسلام نے حالت معلوم کر لی۔ اور فوراً یہ الفاظ انکی

زبانِ مبارک پر آئے کہ بیشک تمھارے دل میں اشتیاق تھا اور یہ بھی فرمایا کہ "ہر داخل ہونے والے کے لیے دہشت ہوتی ہے"۔ سلسلۂ گفتگو یہاں تک پہنچا تھا کہ دعاگو کو خیال پیدا ہوا کہ اب شیخ الاسلام سے جو کچھ سنوں گا لکھ لیا کروں گا۔ یہ خیال ابھی پختہ نہ ہوا تھا کہ حضرت نے فرمایا "وہ مرید نہایت خوش نصیب ہے جو اپنے پیر کے الفاظ گوش ہوش سے سنتا اور انہیں لکھ لیتا ہے۔ چنانچہ ابرار الاولیا میں مرقوم ہے کہ جو مرید اپنے پیر کے ملفوظات سُنکر لکھ لیتا ہے اُسے ہر ہر حرف کے بدلے ہزار ہزار سال کی طاعت کا ثواب ملتا ہے اور مرنے کے بعد اُس کا مقام علیین بنایا جاتا ہے"۔ اسی وقت یہ مثنوی بھی پڑھی ؎

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ　　　سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اور فرمایا کہ انسان کی ہر وقت یہ حالت رہنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسے شخص پر کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں آواز نہ آتی ہو کہ "زندہ دل ہے جسمیں ہماری محبت کو برابر ترقی ہوتی ہے"۔ ابتدا میں گفتگو درویشی پر ہو رہی تھی (پھر اسی کی سلسلہ جنبانی ہوئی) ارشاد کیا درویشی پردہ پوشی کا نام ہے اور خرقہ پہننا اُس شخص کا کام ہے جو بھائی مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کے عیبوں کو چھپائے۔ اور اُنہیں کسی پر ظاہر نہ کرے۔ مال دنیا میں سے اُسکے پاس جو کچھ آئے۔ اُسے راہِ خدا میں صرف کرے اور جائز مصرف میں اُٹھائے خود اُس میں سے ایک ذرہ پر نظر نہ رکھے۔ پھر فرمایا کہ اصحاب طریقت اور مشائخ کبار نے اپنی تصنیفوں میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کی تین قسمیں ہیں اول زکوٰۃ شریعت دوسری زکوٰۃ طریقت۔ اور تیسری زکوٰۃ حقیقت۔ زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ اگر چالیس درم پاس ہوں تو اُن میں سے پانچ درم راہ خدا میں دیدے۔ اور زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ چالیس میں پانچ درم اپنے پاس رکھے۔ اور باقی کل راہ حق میں دیدے اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ چالیس میں سے پانچ بھی اپنے لیے نہ رکھے۔ اور سب اُسکی راہ میں

لگا دے۔ اس لیے کہ درویشی خود فروشی ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ حکایت بھی فرمائی کہ میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی (قدس اللہ سرہ العزیز) کو دیکھا ہے اور کچھ دن اُن کی خدمت میں بھی رہا ہوں۔ ایک دن اُن کی خانقاہ میں قریباً ایک ہزار دینار بطور فتوح آئے۔ اُنھوں نے کل کے کل راہ مولیٰ میں لٹا دیئے۔ اور شام تک ایک پیسہ بھی اپنے لئے نہ رکھا۔ اور فرمایا کہ اگر میں اِسمیں سے کچھ رکھ لیتا تو درویش نہ رہتا۔ بلکہ درویش مالدار کا لقب پاتا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ درویشی کے معنی قناعت ہیں درویش کے پاس جو کچھ آئے اُسپر چون وچرا نہ کرے۔ کیونکہ میں نے اولیاء اللہ کے حالات میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک دفعہ مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کسی درویش سے ملنے کے لیئے گئے۔ درویش اور مالک دینارؒ میں سلوک کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں درویش نے دو جو کی روٹیاں نکالیں اور سامنے رکھدیں۔ وہ روٹیاں بالکل پھیکی تھیں حضرت مالک دینار نے کہا کہ اگر اِن میں نمک پڑا ہوتا تو اچھا تھا۔ درویش موصوف کی ایک لڑکی تھی۔ اُس نے مالک دینار کا یہ جملہ سنا تو فوراً برتن گرو کرکے بنئے کی دکان سے کچھ نمک لے آئی۔ اور دونوں بزرگوں کے آگے رکھدیا۔ کھانے کے بعد مالک دینارؒ نے کہا "اِسکو قناعت کہتے ہیں"۔ درویش کی لڑکی نے زمین چومی اور کہا اے خواجہ! اگر تم میں قناعت ہوتی تو میرا برتن بنئے کے ہاں گرو نہ کراتے۔ اے مالک دینار! یہ قناعت نہیں ہے جو تم سمجھے ہوئے ہو۔ ہمارا حال سنو۔ آج ستّرہ سال گزر گئے۔ ہم نے اپنے نفس کو نمک نہیں دیا ہے۔ درویشی تم سے بہت دور ہے۔ اس کے بعد یہ رباعی زبان مبارک پر آئی ؎

چوں عمر درگزشت درویشی بہ ۔۔۔ چوں کار بہ قسمت است کم کوشی بہ
چوں ترس حیات است نمد پوشی بہ ۔۔۔ چوں گفتہ نوشت است خاموشی بہ

اور ابھی خبر نہیں ہے کہ درویشوں کے سروں پر کیسے کیسے آرے چلتے ہیں +

پھر گفتگو خرقہ بہشتی کے متعلق شروع ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات خرقہ ملا تھا۔ جب آپ معراج سے واپس آئے تو آپ نے تمام صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا۔ اور کہا کہ اس خرقہ کی بابت مجھے اللہ کا حکم ہے کہ تم میں سے ایک کو دیدوں اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ جو اس کا جواب باصواب دیگا وہ اسکا مستحق ٹھیرے گا۔ اول (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیطرف رُخ کیا۔ اور فرمایا "اے ابابکر! اگر یہ خرقہ میں تمہیں دوں۔ تو کیا بات اختیار کروگے۔" انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ صدق وصفا اور طاعت خدا اختیار کروں گا۔ پھر امیر المومنین (حضرت) عمر بن خطاب رض سے خطاب کیا اور کہا کہ اگر تمہیں دوں تو تم کیا اختیار کروگے۔ انہوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ میں عدل و انصاف کروں گا۔ اور مظلوموں کی دادرسی کروں گا۔ پھر امیر المومنین (حضرت) عثمان رض کا نمبر آیا۔ انہوں نے کہا۔ میں آپس کے مشورے سے کام کرنا اختیار کروں گا۔ حیا کروں گا اور سخاوت سے کام لوں گا۔ آخر میں امیر المومنین (حضرت) علی کرم اللہ وجہہ کو مخاطب کیا۔ اور پوچھا کہ علی! اگر یہ خرقہ تمہیں دیا جائے تو تم کیا کرو۔ انہوں نے کہا پردہ پوشی کیا کروں ۔۔ اور بندگان خدا کے عیبوں کو چھپایا کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لے لو علی۔ یہ خرقہ تم ہی کو دیتا ہوں۔ رب العزت کا مجھے فرمان تھا کہ تمہارے دوستوں میں سے جو شخص یہ جواب دے خرقہ اُسے ہی دینا۔ یہاں تک کہکر شیخ الاسلام چشم پرآب ہوگئے۔ اور رونے لگے۔ اور بیہوشی طاری ہوگئی جب دوبارہ ہوش میں آئے تو فرمایا معلوم ہوا کہ درویشی پردہ پوشی ہے لہٰذا درویش کو چاہیئے کہ یہ چار باتیں کرے۔ اول آنکھیں اندھی کرلے تاکہ لوگوں کے معائب نہ دیکھ سکے۔ دوسرے کان بہرے کرلے تاکہ فضول اور لغو باتیں سننے سے بچ جائے۔ تیسرے زبان گونگی کرلے تاکہ ناحق کلمہ اس سے پاک رہے۔ چوتھے پیر توڑ کر بیٹھ جائے۔ تاکہ ناجائز جگہ نہ جاسکے پس اگر کسی میں یہ خصلتیں پائی جائیں تو بلاشک

اُسکو درویش تسلیم کرنا چاہیئے ورنہ حاشا وکلا۔ مدعی جھوٹا ہے۔ اور درویشی کی کسی چیز سے تعلق نہیں رکھتا۔ اسی گفتگو میں ارشاد ہوا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی (قدس سرہ العزیز) چالیس سال تک آنکھیں باندھے رہے۔ سبب پوچھا گیا تو کہنے لگے اس لیے کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھوں۔ اور اتفاق سے دیکھ لوں تو چھپاؤں اور کسی سے نہ کہوں۔ اتنا بیان کرکے شیخ الاسلام مراقبے میں چلے گئے۔ اور بہت دیر تک اس حالت میں رہنے کے بعد سر اُٹھا کر دعاگو کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور فرمانے لگے بابا نظام الدین جب درویش ایسا ہوجائے تب وہ درویش ہے۔ پھر جو کچھ وہ کہے گا اور چاہے گا ہوجائے گا۔ اسوقت شیخ الاسلام کو رقت ہونے لگی۔ محمد شاہ نامی ایک حاضر باش آیا۔ اور زمین بوس ہوا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ محمد شاہ بہت پریشان تھا اس کے بھائی پر حالت نزع طاری تھی حضرت شیخ الاسلام کو حالت معلوم ہوگئی۔ پوچھا متفکر کیوں ہو۔ عرض کیا۔ بھائی کی وجہ سے۔ آپ پر سب روشن ہے۔ فرمایا جاؤ تمہارا بھائی اچھا ہوگیا۔ محمد شاہ گھر گیا۔ اور دیکھا کہ بھائی کو صحت کلی ہوگئی۔ اور وہ بیٹھا کھانا کھا رہا ہے۔ اس طرح جیسے کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔ اسی جلسہ میں ارشاد فرمایا کہ درویشی یہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی کہ صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے شام تک جو کچھ آتا سب راہ خدا میں صرف کر دیتے تھے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اکثر اپنے خطبوں میں کہا کرتے تھے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول علیہ السلام نے شام تک کسی چیز کو سینت کر رکھا ہو۔ اس کے بعد مولانا بدرالدین اسحاق نے پوچھا کہ اسراف کسے کہتے ہیں۔ اور اسکی حد کیا ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو کچھ بے سوچے سمجھے اور خلاف رضائے خدا خرچ ہو وہ کل اسراف ہے۔ اور جو رضائے الٰہی کے موافق ہو وہ اسراف نہیں ہے حضرت شیخ الاسلام اتنا کہنے پائے تھے کہ اذان ہوئی حضرت نے نماز پڑھی اور مراقبے میں مشغول ہوگئے۔ الحمد للہ علی ذالک ؂

۱۴ شعبان روز پنجشنبہ ۶۵۵ ہجری کو دولت پائے بوسی میسر آئی۔ شیخ بدرالدین
غزنوی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی۔ مولانا شرف الدین نبیرہ۔ قاضی حمید الدین ناگوری
(رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) وغیرہ بھی حاضر تھے۔ ارشاد ہوا۔ امیر غریب۔ درویش یا سائل جو
کوئی آئے اسے خالی پیٹ مت جانے دو۔ کچھ نہ کچھ دیدو تاکہ وہ درویش صفت
بن جائے۔ فرمایا کہ میرے پاس جو آتا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ اور خواہ
وہ کچھ لائے یا نہ لائے مجھے لازم ہو جاتا ہے کہ اسے کچھ دوں۔ اس کے بعد
شیخ الاسلام چشم پرآب ہو گئے۔ اور یہ حکایت فرمانے لگے کہ حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو صحابہ طلب علم اور احکام شرع کے سیکھنے کو آیا کرتے
تھے وہ بعد میں۔ وہی باتیں دوسروں کو سنا دیتے تھے تاکہ وہ بھی ان سے مستفید
ہو جائیں۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ عمدۃ الابرار تاج الاتقیا حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کا قاعدہ تھا کہ جب ان کے لنگر
خانے میں کوئی چیز نہ ہوتی تو شیخ بدرالدین غزنوی خادم خانقاہ سے کہہ دیا کرتے
کہ پانی رکھدو۔ اور جو آئے اسے وہی دو تاکہ بخشش وعطا سے کوئی محروم نہ جائے۔
بعد ازاں اسی سلسلہ میں فرمایا کہ جس زمانے میں میں سفر بغداد کر رہا تھا شیخ اجل سنجری
رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی۔ بزرگ اور باہیبت شخص تھے۔ میں ان کے جماعت
خانہ میں گیا اور سلام بجا لایا۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور میری طرف دیکھ کر بولے
آؤ شکر عالم۔ خوب آئے بیٹھو۔ میں بیٹھ گیا۔ وہ میرے فوراً حکم پر پہنچ جانے سے بہت
خوش ہوئے۔ میں انکی خدمت میں کئی دن تک رہا لیکن ایک دفعہ نہ دیکھا کہ کوئی ان کی
خانقاہ سے محروم گیا ہو۔ اگر کچھ نہ ہوتا تو سوکھے چھوارے ہی ہاتھ پر رکھدیتے اور
دعا کرتے کہ خدائے عزوجل تیرے رزق میں برکت دے۔ شہر کے لوگ کہا کرتے
تھے کہ جسکو شیخ نے کھجور دی وہ عمر بھر کبھی محتاج نہ ہوا۔ پھر اسی سلسلہ میں ارشاد کیا

کہ جب میں وہاں سے رخصت ہو گیا تو ایک اور درویش بغداد کے باہر ایک غار میں ملے میں نے اسلام کیا۔ انہوں نے جوابِ سلام دیکر کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ یہ درویش اسقدر کمزور اور لاغر تھے کہ بس ہڈی سے چمڑا لگ رہا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس غار میں انہیں کھانے کو کہاں سے ملتا ہوگا۔ اس خیال کا آنا تھا کہ بزرگ موصوف نے سر اٹھایا۔ اور بولے "اے فرید! آج چالیس سال گزر گئے کہ اس غار میں رہتا ہوں اور گھاس پات سے پیٹ بھرتا ہوں" جب یہ حال دیکھا تو میں نے اپنا سر ان کے قدموں پر رکھدیا۔ کچھ دن اور ان کی صحبت میں گزرے۔ پھر روانہ ہو کر بخارا شیخ سیف الدین باخرزی کے پاس پہنچا۔ یہ بڑے باعظمت و پرہیبت بزرگ تھے۔ جب میں سامنے حاضر ہوا اور زمین بوسی کر چکا تو فرمایا "بیٹھ جاؤ" بیٹھ گیا۔ جتنی دفعہ میری طرف دیکھا بار بار ارشاد کرتے رہے کہ "یہ شخص اپنے زمانہ کے مشائخ میں ہوگا۔ اور ایک عالم اس کا فرزند بنے گا" اسوقت ایک کالا کمبل آپ کے کندھے پر پڑا ہوا تھا۔ اسے میری طرف پھینکا اور حکم کیا کہ "اوڑھ لو" میں نے تعمیل کی۔ کئی دن حاضر خدمت رہا مگر کبھی ایسا نہ ہوا کہ ہزار بلکہ اس سے زیادہ آدمیوں نے آپ کے دسترخوان پر کھانا نہ کھایا ہو۔ کھانا ہو چکنے کے بعد بھی اگر کوئی آتا تو خالی نہ جاتا۔ کچھ نہ کچھ ضرور پاتا۔ بالآخر میں آپ سے بھی رخصت ہوا۔ اور ایک مسجد میں شب باش ہوا۔ صبح سنا کہ وہاں ایک صومعہ ہے۔ اسمیں بھی ایک درویش رہتے ہیں۔ پہنچا اور وہ جلال دیکھا کہ اب تک کسی بزرگ میں نظر نہ آیا تھا۔ نگاہ آسمان کیطرف تھی۔ اور عالم تفکر میں خاموش کھڑے تھے۔ تین چار دن کے بعد ہوش میں آئے۔ میں نے سلام کیا۔ جواب دیا۔ اور فرمایا "آپ کو میری وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ بیٹھئے" میں بیٹھ گیا۔ ارشاد ہوا۔ کہ "میں شمس العارفین کا نواسہ ہوں۔ آج تیس سال ہوئے کہ اس صومعہ میں معتکف ہوں۔ لیکن اے فرید! اتنے طویل زمانہ میں مجھے سوائے حیرت اور دہشت کے

کچھ حاصل نہیں ہوا۔ سمجھتے ہو اسکی وجہ کیا ہے؟" دعاگو نے گردن جھکائی۔ تاکہ وہی کچھ
فرمائیں ارشاد ہوا کہ "یہ صراطِ مستقیم (راہِ راست) ہے جس نے اس میں سچائی سے
قدم رکھا وہ تو پار ہو گیا۔ مگر جو ذرا خلاف مرضی دوست چلا وہ جلا دیا گیا۔ اس کے
بعد اپنا حال بیان کیا کہ "اے فرید! جس دن مجھے درِ مولا میں باریابی ہوئی ہے ستر ہزار حجاب
میرے اور اُن کے درمیان تھے۔ فرمان ہوا کہ اندر آؤ۔ پہلا حجاب ہٹا تو مقربانِ درگاہ
دکھائی دیئے کہ نگاہ اوپر کیئے اپنی اپنی شان میں کھڑے ہیں (ایسی شان میں کہ جسے
سوائے خدائے عزوجل کے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا) اور زبانِ حال سے کہہ رہے
ہیں کہ خدایا تیرے دیدار کا اشتیاق ہے۔ اسی طرح تمام حجابات کو طے کیا۔ ہر جگہ نئے
عشاق اور نئی شانیں دیکھیں جب پردہ خاص کے قریب پہنچا تو آواز آئی کہ "اے فلاں!
اس میں صرف وہی آسکتا ہے جو دنیا اور تمام موجوداتِ دنیا بلکہ اپنی ذات سے
بھی بیگانہ ہو جائے" میں نے عرض کیا۔ میں سب کو چھوڑ چکا" جواب ملا "سب کو
چھوڑ چکے تو بس ہمارے ہو گئے" آنکھ جو کھولی تو اسی صومعہ میں تھا۔ تو اے فرید!
اس راستے میں سب کو چھوڑے تو حق کا یگانہ بنے" اس کے بعد شیخ الاسلام
نے فرمایا کہ "رات آگئی" شام کی نماز اُنہی بزرگ کے ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے
کے بعد دیکھا کہ دو پیالے آش کے اور چار روٹیاں غیب سے اُن کے سامنے آگئیں
مجھے اشارہ کیا کہ اندر آؤ۔ میں گیا اور کھانے بیٹھ گیا۔ جو لطف اِن روٹیوں اور آش
کے پیالوں میں آیا۔ آجتک کسی کھانے میں نصیب نہیں ہوا۔ خیر رات بھی وہیں
بسر کی صبح جو اُٹھا تو ان بزرگ کا پتہ نہ تھا۔ چلا آیا۔ اور ملتان پہنچا۔ اپنے بھائی
بہاء الدین زکریا سے ملا۔ اور معانقہ کیا۔ وہ پوچھنے لگے۔ کہو کہاں تک پہنچے۔ کیا
حاصل کیا۔ میں نے کہا کہ اس کرسی کو جس پر تم بیٹھے ہو کہوں تو ہوا میں اُڑنے لگے"
ابھی یہ جملہ پوری طرح زبان سے نہ نکلا تھا کہ کرسی معلق ہو گئی۔ بہاء الدین زکریا نے

کرسی پر ہاتھ مارا اور نیچے اُتر آئے۔ اور فرمانے لگے "مولانا فرید! تم تو خوب ہو گئے" یہاں سے میں دہلی گیا۔ اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو بات کہیں نہ دیکھی تھی وہ یہاں پائی۔ اپنے تئیں ان کے دامن سے وابستہ کر دیا۔ اور بیعت سے مشرف ہوا۔ تین دن تک میرے پیر مجھے نعمت پر نعمت بخشتے رہے۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ "مولانا فرید نے اپنا کام پورا کر لیا۔ پھر پھیر قریب آئے۔ اور کلام ختم کرتے ہی نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ اور گر پڑے۔ ایک شبانہ روز اسی حالت میں رہے۔ جب ہوش آیا تو دعا گو سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمانے لگے مردانِ خدا ایسے ایسے مرحلے طے کر کے اس مقام کو پہنچتے ہیں۔ یہ دولت ہر ایک لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا کا فیض عام ہے لیکن مرد ہونا چاہیئے جو منزل پر پہنچنے کی کوشش کرتا رہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا۔ اے بھائی اس راہ میں جب تک صدق سے قدم نہ رکھے۔ اور دل سے نہ چلے۔ حاشا و کلا کبھی مقامِ قرب تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس وقت یہ اشعار زبانِ مبارک پر آئے ؎

تو راہ نرفتہ از آں ننمودند ورنہ کہ زد ایں در کہ بروئے نکشودند
جاں در رہ دلہاست اگر مے خواہی تو منزلِ جاناں بشو کہ ایشاں بودند

اور پھر کھڑے ہوئے۔ نماز کا وقت آ گیا تھا۔ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ یہ دعا گو اور تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک ؛

۲۰ تاریخ روز دوشنبہ ماہ مذکور ۵۸۴ ہجری دولت پائے بوسی حاصل ہوئی۔ مولانا ناصح الدین پسر قاضی حمید الدین ناگوری ناگور سے آئے ہوئے تھے۔ اور مولانا شمس الدین برہان بھی حاضر خدمت تھے۔ گفتگو دنیا کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔ سوال اہل المعرفۃ من تراک

الدنیا ملک ومن اخذھا ھلک۔ اہل معرفت نے کہا ہے جس نے دنیا کو چھوڑ
دیا وہ اسپر حاوی ہوگیا اور جس نے اسے اختیار کر لیا وہ مارا گیا شیخ عبداللہ تستری کہتے
ہیں کہ مولے اور بندے کے درمیان دنیا سے بڑھکر کوئی حجاب نہیں جسقدر انسان دنیا
میں مشغول ہوتا ہے اسیقدر حق سے دور رہتا ہے۔ اگر انسان چاہے کہ پشت
کا حال معلوم کرنے لگے تو سامنے پردہ ڈال لے۔ غرضکہ ہر وقت دنیا میں منہمک
رہنا ٹھیک نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی
قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے اور وہ اپنے استاد کے حوالہ سے روایت فرماتے
تھے کہ جب تک بندہ بذریعہ صیقل محبت اپنے آئینہ قلب کو زنگار دنیا سے پاک وصاف
نہیں کرتا۔ اور ذکر حق تعالی سے دل نہیں لگاتا۔ اور غیر کو درمیان سے نہیں اٹھاتا اس
وقت تک خدا تعالی کو ہرگز نہیں پاتا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ تحفۃ العارفین میں خواجہ
شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "اصل صلاحیت دل سے ہے۔ جب دل
راستی پر آگیا۔ تو انسان خود بخود درست ہو جاتا ہے" پھر فرمایا کہ "دل کے لیے بھی
زندگی وموت ہے اور دونوں کی علیحدہ علیحدہ صورت ہے۔ کلام اللہ میں ہے او من کان میتا
یعنی دنیا میں زیادہ مشغول رہنے سے دل مرجاتا ہے" فاحییناہ بذکر المولے[1]۔ پس زندہ
کرتے ہیں اسے ذکر مولے سے" پھر فرمایا کہ "جب دنیا کی لذتوں اور خواہشوں اور
کھانے پینے میں مشغول ہوجاتا ہے تو غفلت اور خرابی اسپر اثر کرتی ہے۔ اور ہوا
وحرص اسپر غالب آجاتی ہے۔ غیر اللہ کا فکر واندیشہ دل کو سیاہ کر دیتا ہے اور جب
دل سیاہ ہوگیا تو اسکی موت ہے۔ جس طرح وہ زمین جسمیں خس وخاشاک کی زیادتی ہو اور
جو بیج کو قبول نہ کرے مردہ کہلاتی ہے۔ اسی طرح وہ دل جس سے خدا کا ذکر نکل
گیا ہو اور جسپر دیو و پری نے غلبہ پا لیا ہو۔ اس انقلاب کے سبب مردہ کہلاتا ہے
برخلاف اس کے جب تعلق دنیا دل سے جاتا رہتا ہے اور ہوائے نفس نابود ہوجاتی ہے

اور بندہ ذکر و شغل کرتا ہے تو دل زندہ ہو جاتا ہے اس کے بعد فرمایا۔ عمدۃ کا ئیں خواجہ جنید بغدادی نے بھی لکھا ہے کہ اصل اس راہ میں صلاحیت قلب ہے۔ اور یہ صلاحیت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب انسان مذمومات دنیا جیسے غل و غش، حسد و کبر، حرص، بخل چھوڑ دیتا ہے۔ ان سے بچنا دل کو طہارت کراتا ہے۔ درویشوں کے یہی کام ہیں۔ اور جوہر درویشی انہی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد شیخ الاسلام چشم پُر آب ہو گئے اور فرمانے لگے "جو درویش دنیا میں مصروف رہتا ہو۔ اور جاہ و رفعت کا طلب گار ہو سمجھ لو کہ وہ درویش نہیں بلکہ مرتد طریقت ہے کیونکہ فقر نام اسی کا ہے کہ دنیا سے اعراض کیا جائے۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک دفعہ میں بغداد میں خواجہ اجل سنجریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں اسوقت درویشوں کی گفتگو چل رہی تھی خواجہ اجل سنجریؒ نے فرمایا عمدۃ کا میں حضرت جنیدؒ تحریر کرتے ہیں کہ درویشی کے لیے مذہب فقر میں یہ حرام ہے کہ وہ اہل دنیا سے ملت رکھے۔ یا بادشاہوں اور سلطانوں کے پاس آیا جایا کرے۔

ارشاد ہوا "حدائق میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ عراق نے جو تین سال سے کسی مرض میں مبتلا تھا۔ خواجہ شہاب تستریؒ کو استعانت کے لیے طلب کیا۔ آپ تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاک دعا سے اسے شفا دیدی۔ مگر اس ایک ساعت کے بدلے جو بادشاہ کی صحبت میں گزری تھی۔ آپ سات سال تک خلق سے عزلت گزیں رہے۔" پھر ارشاد کیا "مشائخ طریقت نے اس باب میں فرمایا ہے صحبۃ الاغنیاء للفقراء سم قاتل۔ پس حاصل اس گفتگو کا یہ ہے کہ جسقدر توانگر لوگوں سے بچو گے۔ اسیقدر خدا سے نزدیکی ہوتی جائے گی۔ چونکہ محبت دنیا امراء کے دلوں میں استوار ہوتی ہے اس لیے اُن کی صحبت سے نقصان پہنچتا ہے۔ لقرب اور طریقت یہ ہے کہ درویش کے دل میں دنیا اور اہل دنیا کی دوستی کا ذرہ بھر

اثر نہ ہو۔ فقیر کے نزدیک تمام خلق اللہ برابر و یکساں ہے۔ اس کے بعد ذکر پر گفتگو شروع ہوئی حضرت نے فرمایا "درویش کو ذکر میں ایسا محو ہونا چاہیئے کہ اُس کے بدن کا رونگٹا رونگٹا زبان بن جائے۔ چنانچہ کتاب اسرار العارفین میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک دفعہ خواجہ ابوسعید ابو الخیر قدس سرہ العزیز نہایت حضور باطن سے ذکر میں مصروف تھے کہ آپ کے ہر رونگٹے سے خون کے فوارے جاری ہوگئے۔ کسی گھر والے نے آپ کے برابر میں ایک لکڑی کا برتن رکھدیا۔ جب وہ خون سے بھر جاتا تو آپ اُسکو پی لیتے" یہ کہکر شیخ الاسلام نے دعاگو سے خطاب فرمایا کہ اصل چیز اس راہ میں حضوری قلب ہے۔ اور یہ حاصل نہیں ہوتی۔ جبتک لقمہ حرام سے پرہیز اور اہل دنیا سے اجتناب نہ کیا جائے۔ مشائخ نے کہا ہے کہ اگر کوئی لقمہ حرام اور مجلس ملوک اہل دنیا سے پرہیز نہ کرے تو اُسکو گلیم پہنانے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ انبیاء (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کا لباس رہا ہے۔ اور تمام ابدال و اوتاد و زہاد نے اس کو اوڑھا ہے۔ گلیم کی قدر موسےٰ کلیم اللہ جانتے ہیں۔ آدم صفی اللہ جانتے ہیں ابراہیم خلیل اللہ جانتے ہیں محمد حبیب اللہ جانتے ہیں۔ پھر فرمایا شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کا بیان ہے کہ میں خواجہ مودود چشتی رح رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دس سال تک حاضر رہا۔ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور کسی بادشاہ یا امیر کے گھر گئے ہوں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جو درویش کسی بادشاہ یا امیر کے در پر چلا جائے۔ اُس سے گلیم اور تمام اسباب درویشی چھین لینا چاہیئے۔ اور کہدینا چاہیئے کہ درویشی کا نام لینا موقوف کرے۔ اگر نہ مانے تو اُس کے جامہ و گلیم کو آگ میں جلا دو۔ کیونکہ جو فقیر اہل دنیا میں جاتا اور اُن میں مل جل کر بیٹھتا ہے وہ درویش نہیں۔ مدعی کذاب ہے۔ میں نے بعض اہل طریقت کو دیکھا ہے کہ جب اُنہیں کوئی حاجت یا مصیبت پیش آئی۔ اُنھوں نے گلیم اُتار کر علیحدہ رکھدیا۔ اس کے بعد گلے

میں زنجیر ڈال کر حق تعالیٰ سے مناجات شروع کی۔ مہم طے ہو گئی"۔ پھر شیخ الاسلام نے مجھکو مخاطب کیا اور فرمایا" جو بالوں کا جامہ پہنے۔ اسے چرب و شیریں کھانا نہ کھانا چاہیئے اور نہ اہلِ دنیا میں خلط ملط ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا وہ اولیا کے لباس کا خائن ہے"۔ اس کے بعد ارشاد کیا" میں نے آثار العارفین میں دیکھا ہے۔ کہ خواجہ ذوالنون مصریؒ کا کوئی درویش مرید بادشاہ کے ہاں بہت آمد و رفت رکھتا تھا خواجہ صاحب نے اسے بلوایا۔ اور اُس سے لباس فقر لیکر آگ میں ڈال دیا۔ اور بہت غضبناک ہو کر فرمایا۔ اولیاء و انبیاء کے لباس کو خبیثوں میں دکھاتا پھرتا ہے اور پھر ارادہ ہے کہ اسی سے خدا کے سامنے جائے"۔ پھر فرمایا" کہتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تین کپڑے پہنا کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو اوپر کا اور نیچے کا لباس اُتار دیتے اور بیچ کے کپڑوں سے عبادت الٰہی ادا کرتے۔ کسی نے سبب پوچھا۔ فرمایا۔ اوپر کے پیراہن میں خلق کی نظر پڑنے کے سبب ریا و رسم کا شائبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور اندر کے لباس میں حرص و حسد و بخل و غش کی بو آتی ہے بیچ کے کپڑے ان دونوں باتوں سے پاک ہیں۔ اس لیے انہی سے نماز پڑھنی پسند کرتا ہوں۔ اس کے بعد شیخ چشم پر آب ہو گئے۔ اور بولے متقدمین کا یہ حال تھا، جب منزل مقصود تک پہنچے۔ نماز کا وقت آ گیا تھا شیخ اسمیں مشغول ہو گئے اور سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک ✦

اسی سنہ اور اسی ماہ کی ۲۷ تاریخ کو پھر سعادت پائے بوسی نصیب ہوئی شیخ جمال الدین متوکل شمس دبیر شیخ نجم الدین۔ اور کئی اور عزیز حاضر تھے شبِ معراج کی اور اسکی فضیلت پر بحث چھڑی حضرت نے فرمایا۔ راتوں میں سب سے افضل رات ۲۷ رجب کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر پہنچے۔ جو شخص اس شب کو بیدار رہے بس اس کے لیے بھی وہ شبِ معراج ہے۔ اسے بھی سعادت معراج حاصل

ہوگئی - اور اس کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا گیا - اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ میں نے بغداد کا سفر کیا جب شہر میں پہنچا تو میں نے ہر شخص سے وہاں کے بزرگوں اور اُن کے ٹھکانوں کا پتہ پوچھنا شروع کیا - آخر ایک درویش کا پتہ لگا کہ وہ دجلہ کے کنارے رہتے ہیں - میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اُسوقت نماز پڑھ رہے تھے ٹھیر گیا اور اُنکی فراغت کا انتظار کرنے لگا جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے آداب عرض کیا اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ - بیٹھ گیا - ایسا باہیبت و باعظمت چہرہ تھا کہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا - چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں - دریافت فرمایا - کہاں سے آتے ہو - عرض کیا - اجودھن سے - فرمایا جو درویش کے پاس ارادت سے آئیگا وہ کبھی نہ کبھی بزرگ ہوگا - یہ جملہ سنکر میں نے سر جھکا لیا - فرمانے لگے - مولانا فرید! میں پچاس سال سے غار میں مقیم ہوں - خار و خاشاک غذا ہے - اور بندہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد سے ہے - کل ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ تھی - میں رات بھر جاگتا رہا - اگر سنو تو اس شب کی کیفیت بیان کردوں - میں نے نہایت ادب سے عرض کیا "فرمایئے" کہا تیس سال گزر گئے - میں نہیں جانتا کہ رات کہاں آتی ہے - میرا پہلو زمین پر نہیں ٹکا - لیکن کل شب مصلے پر لیٹ کر سو گیا - خواب میں دیکھا کہ ۷۰ ہزار مقرب فرشتے زمین پر آئے اور میری روح کو اوپر لے گئے - جب آسمانِ اوّل پر پہنچا تو دیکھا کہ فرشتے کھڑے ہیں اور ایک طرف نگاہ جمائے یہ پڑھ رہے ہیں سبحٰن ذی الملک والملکوت - ندا آئی کہ جس دن سے یہ پیدا ہوئے ان کی یہی تسبیح ہے بعد ازاں میری روح آگے بڑھائی گئی - اور آسمان دوم میں پہنچی - پھر تیسرے پر چوتھے پر پانچویں پر وغیرہ - جہاں گیا - خدائے تعالیٰ عز و جل کی قدرت کے عجیب عجیب تماشے دیکھے کہ تعریف نہیں ہوسکتی - جب عرش سامنے آیا تو حکم ہوا "بس ٹھیر جاؤ" جملہ پیغمبر و اولیا حاضر تھے - اپنے جد امجد حضرت جنیدؒ کو دیکھا کہ سر جھکائے بالکل خاموش ہیں!

کھڑے ہیں۔ آواز آئی "اے فلاں"۔ میں نے کہا "لبیک اے بار خدایا"۔ فرمایا۔ شاباش تو نے عبادت کا حق خوب ادا کیا۔ اب تیری محنت کا صلہ یہ ہے کہ تجھے علیین میں جگہ دی جاتی ہے۔ میں بیحد خوش ہوا۔ اور سجدے میں گر پڑا۔ ارشاد ہوا "سر اٹھا دو"۔ میں نے سر اٹھایا اور عرض کیا "کچھ آگے بڑھ سکتا ہوں؟" جواب ملا۔ "یہیں ابھی تمہاری معراج یہیں تک تھی۔ اگر اپنے کام میں اور ترقی کروگے تو یہاں بھی تمہارا درجہ بڑھ جائے گا تم سے جو کامل تر ہیں۔ اُن کی حجاب عظمت تک رسائی ہے"۔ یہ سنکر میں نے خواجہ جنیدؒ کیطرف رُخ کیا۔ اور اپنے سر کو ان کے قدموں پر رکھدیا۔ دیکھتا کیا ہوں وہ خود سربسجود ہیں میں نے پوچھا کہ "اے جدِ من! یہ کیا ماجرا ہے"۔ کہا "جب تیری یہاں بلاوا ہوئی تو میں اس فکر میں پڑ گیا کہ کہیں کچھ میرے خلاف تو عمل میں نہیں آنے والا۔ مجھے گمان تھا کہ تجھ سے کوئی تقصیر ہوئی ہے۔ اور میں اس کے سبب شرمندہ کیا جاونگا کہ نبیرہ جنیدؒ نے ایسا کیا"۔ اس کے بعد میری آنکھ کھُل گئی۔ پس اے فرید! جو شخص خدا کا کام کرتا ہے۔ خدا اس کے کام بنا دیتا ہے۔ اس لیے چاہیئے کہ انسان اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہمت سے بڑھکر منہمک ہو۔ اور فرمایا جو شخص شب زندہ دار رہے اُسے یہ سعادت حاصل ہوسکتی ہے۔ یہ دعاگو کچھ دن تک ان بزرگ کی ملازمت میں رہا وہ نماز عشا کے بعد نوافل پڑھنے لگتے تھے۔ اور ایسے پاؤں باندھکر کھڑے ہوتے کہ صبح ہو جاتی۔ اِس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اس شب میں سو رکعتیں آئی ہیں ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ اخلاص ۵ بار۔ اور ختتام نماز پر سو دفعہ درود شریف ساتھ جو دعا مانگی جائے گی قبول ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر ارشاد ہوا کہ میں نے شیخ معین الدین سنجریؒ سے سنا ہے کہتے تھے کہ یہ شب شبِ رحمت ہے، جو اسمیں جاگتا ہے نعمتہائے خداوندی سے محروم نہیں رہتا۔ بعد ازاں کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس رات ستر ہزار فرشتے نور سے بھرے ہوئے طباق لیکر آسمان سے زمین پر آتے

ہیں اور ہر گھر میں گھسکر جو پیدا ہوتا ہے اُسپر اُنہیں ڈالدیتے ہیں شیخ الاسلام یہ بات کہہ کر چشم پر آب ہو گئے اور فرمانے لگے کہ "نہ معلوم لوگ کیوں اِن نعمتوں کو حاصل نہیں کرتے۔ اور خدا کی عبادت سے غافل رہتے ہیں یہی گفتگو جاری تھی کہ شیخ بدرالدین غزنوی چند درویشوں کو ساتھ لیے ہوئے آئے اور اظہار آداب کرنے لگے حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ سماع پر بحث چھڑ گئی۔ سب چپ تھے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی نے فرمایا کہ سماع دلوں کے لیئے موجب راحت ہے۔ اس سے اہل محبت کو جو دریائے آشنائی میں تیرتے رہتے ہیں جنبش و حرکت ہوتی ہے شیخ الاسلام نے جواب دیا۔ بیشک عاشقوں کی رسم یہی ہے کہ جب محبوب کا نام سنتے ہیں مزہ لیتے ہیں۔ اسپر شیخ بدرالدین غزنوی نے عرض کیا کہ حضرت! سماع والوں پر بیہوشی کیوں طاری ہو جاتی ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا جس دن سے وہ ندائے اَلَستُ بِرَبِّکُم سنکر بیہوش ہوئے ہیں سرور و بیہوشی اُن کے خمیر میں ڈالدی گئی ہے اس لیئے آج بھی جب اُن کے کان میں کوئی اچھی آواز آتی ہے وہ مست ہو جاتے ہیں شمس دبیر نے سجدہ تعظیم بجالاکر پوچھا کہ حضور ندائے اَلَستُ بِرَبِّکُم کے وقت تمام روحیں ایک جگہہ تھیں یا علیحدہ علیحدہ؟ فرمایا سب ایک جگہہ۔ سوال ہوا۔ پھر یہ ہندو یہودی۔ آتش پرست وغیرہ کیسے بن گئے شیخ الاسلام نے ارشاد کیا۔ امام غزالی لکھتے ہیں کہ جب حضرت حق نے ندائے اَلَستُ بِرَبِّکُم بلند کی تو تمام ارواحیں برابر برابر تھیں۔ لیکن اس کے سنتے ہی چار صفیں ہو گئیں۔ پہلی صف نے دل و زبان دونوں سے کہا بَلٰی۔ یعنی بے شک تو ہمارا پروردگار ہے اور فوراً سجدہ میں گر پڑی۔ اس میں انبیاء اولیاء صدیقین اور صالحین تھے۔ دوسری صف کے دل نے تسلیم کیا۔ مگر زبان سے نہ نکلا لیکن سجدہ اس نے بھی دیا۔ یہ وہ ہیں جنکی پیدائش کفار میں ہوئی مگر خاتمہ ایمان و اسلام کے ساتھ۔ تیسرے گروہ نے زبان سے کہہ دیا مگر ان کے دلکو قبول نہوا

سجدہ کر گئے مگر پھر پچتائے کہ یہ کیا جہالت کی۔ یہ مسلمان پیدا ہوتے اور کافر مرے عیاذاً باللہ منہا۔ چوتھی صف نے نہ دل سے کہا نہ زبان سے۔ اور سجدے میں بھی نہیں شریک ہوئے۔ یہ اول و آخر شرف اقرار سے محروم رہے۔ جب شیخ الاسلام یہاں تک بیان کر چکے تو پھر یہ بحث شروع ہوئی۔ فرمایا کہ سماع میں جو لوگ بیہوش ہو جایا کرتے ہیں وہی ہیں جو ندائے الست بربکم سنکر بیہوش ہوگئے تھے۔ وہی چیز ان میں اب تک موجود ہے۔ جب دوست کا نام سنتے ہیں تو حیرت و ذوق و بیہوشی کا ظہور ہونے لگتا ہے اور یہ سب معرفت کی باتیں ہیں۔ یعنی جب تک دوست کی شناخت نہ ہو جائے خواہ ہزار سال عبادت کرتا رہے اسمیں لطف نہیں آئیگا کیونکہ اُسے معلوم ہی نہیں کہ میں طاعت کس کی کر رہا ہوں۔ اور طاعت کا مقصود یہی نہ ہے کہ جو اہل سلوک و اہل عشق کہہ گئے ہیں کلام مجید میں ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ اس کے معنی امام زاہد لکھتے ہیں کہ نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر واسطے کہ وہ بندگی کریں۔ اہل سلوک کا قول ہے کہ لِيَعْبُدُوْنَ اے لِيَعْرِفُوْنَ یعنے عبادت کرنے کے لیے یا معرفت کے لیے کیونکہ جب تک معرفت نہ ہوگی لطف عبادت کیا ملے گا عشق مجازی میں دیکھ لو۔ جب تک کوئی کسی کو دیکھتا نہیں عاشق نہیں ہوتا۔ اور عاشق ہونے کے بعد محبوب کے متعلقین کی مدد کے بغیر محبوب تک رسائی نہیں ہوتی۔ اسی طرح حقیقت و طریقت کا حال ہے کہ جب تک خدائے عزوجل کو نہیں پہچانتا اور اُس کے اولیا سے دوستی نہیں کرتا یعنی اپنے تئیں ان کے پلے سے نہیں باندھ دیتا۔ طاعت و عبادت میں کیفیت نہیں پاتا۔ اِس کے بعد شیخ الاسلام ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا۔ ندائے الست بربکم سے مراد یہی شناخت دوست ہے۔ یکایک محمد شاہ نامی حضرت اوحد کرمانی رح کے سامنے گانیوالا ایک قوال بھی اپنی ٹولی کے ساتھ آگیا۔ شیخ جمال الدین ہانسوی اور شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہما حاضر تھے۔ حضرت نے قوالوں سے فرمایا

کچھ سناؤ۔ اُنھوں نے گانا شروع کیا۔ شیخ الاسلام کھڑے ہو گئے اور رقص کرنے لگے۔ ایک دن رات یہی حالت طاری رہی۔ نماز کے وقت نماز پڑھ لیتے اور پھر سماع میں آجاتے۔ غزل یہ تھی ؎

ملامت کردن اندر عاشقی راست — ملامت کے کند آنکس کہ بیناست

نہ ہر تر دامنے را عشق زیبد — نشانِ عاشقی از دور پیداست

نظامی تا توانی پارسا باش — کہ نورِ پارسائی شمع دلہاست

ہوشیار ہوئے تو سلوک پر گفتگو چھڑ گئی۔ فرمایا۔ اہل سماع وہ لوگ ہیں جن پر حالت تحیر و استغراق میں اگر سو ہزار تلواریں چلائی جائیں تو بھی انہیں مطلق خبر نہ ہو جس وقت انسان دوست کی محبت میں محو ہوتا ہے اُسے دنیا ومافیہا کی سوجھ نہیں رہتی۔ کوئی آئے کوئی جائے وہ نہیں جانتا کہ کیا ہوا۔ اس کے بعد چند درویشوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم مسافر ہیں۔ جانا چاہتے ہیں۔ مگر خرچ نہیں۔ شیخ الاسلام کے سامنے کچھ خستہ کھجوریں رکھی تھیں وہی اُٹھا کر درویشوں کو دے دیں۔ اور کہا جاؤ۔ جب درویش باہر آئے۔ اُنھوں نے آپس میں کہنا شروع کیا۔ کہ ان خستہ کھجوروں کا کیا بنائیں۔ لاؤ ہمیں پھینک چلیں نظر جو پڑی تو اشرفیاں تھیں۔ مان گئے۔ اور پھر حاضر ہوئے۔ موذن نے اذان دی۔ خواجہ نماز میں مشغول ہوئے۔ خلق اور دعاگو بھی چل دیے +

۲۹۔ شعبان ۶۵۵ھ روز پنجشنبہ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی حاضر خدمت تھے۔ اور بال کترنے پر بحث ہو رہی تھی۔ ارشاد ہوا۔ میں نے سیر العارفین میں پڑھا ہے کہ جب کوئی مسلمان چاہے کہ کسی پیر کا مرید ہو تو اول غسل کرے اور اگر بن سکے تو رات بھر جاگے۔ اور اپنی بھلائی کے لئے حضرت حق میں ملتجی رہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو خیر جمعرات کے دن"

چاشت کے وقت یا دوشنبہ کو بھی سب دوستوں اور عزیزوں کو جمع کرکے پیر کے
پاس جائے۔ پھر پیر قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ اور دو رکعت استخارہ پڑھے۔ اس کے بعد
مرید کو سامنے بٹھا کر آیات متبرکہ پڑھے اور اس پر پھونکے۔ اور مرید سے استغفار کرائے
اور مستقبل قبلہ بٹھا کر قینچی ہاتھ میں لے۔ اور تین مرتبہ با آواز تکبیر کہے قینچی چلانے کے متعلق
مشائخ میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ تکبیر پڑھتے وقت نفس امارہ کی طرف متوجہ ہو
اور سمجھے کہ آج اس سے جنگ کرنی ہے۔ بالکل وہی حالت ہو جیسی ایک غازی لشکر
اسلام کی لڑائی کے وقت ہونی چاہیئے۔ تکبیر بالجہر سے مدد کے لیئے فرشتے۔ آ نکلتے ہیں
پھر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے اور کوئی وسوسہ نہ آنے دے۔ تیسری
تکبیر سے فارغ ہو کر ایک بار کلمۂ توحید اور بیس دفعہ صلوٰۃ اور ایک دفعہ استغفار کہے
جب سب کچھ ہو چکے تو ایک بال مرید کی پیشانی سے لیلے۔ اور کہے بادشاہوں کے
بادشاہ! تیری درگاہ سے بھاگا ہوا غلام پیر کے ذریعہ تیرے حضور میں آیا ہے۔ اور چاہتا ہے
کہ تیری عبادت کرے۔ اور جو کچھ ماسوا ہے اس سے بیگانہ ہو جائے۔ اس کے بعد
ایک بال پیشانی کی دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے کترے"۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ صرف ایک بال پیشانی سے لیلے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں
حسن بصری رح امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک ہی بال
لینا بہتر ہے۔ حضرت علیؓ اہل صفہ کے خلیفہ ہیں۔ اور یہ حدیث انکی شان میں آئی ہے
انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ اس کے بعد دعاگو نے عرض کیا کہ حضور یہ قینچی چلانیکی
رسم کہاں سے پیدا ہوئی۔ فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے۔ صلوات اللہ علیہ وعلی نبینا
اور انہیں تلقین کیا تھا جبرئیل علیہ السلام نے۔ پھر اسی کے متعلق ارشاد فرمایا۔ ایکدن
حبیب عجمی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ کوئی شخص آیا
اور بولا۔ میں فلاں فلاں کا مرید ہوں۔ آپ نے پوچھا۔ تمہارے پیر نے تمہیں کیا تعلیم دی ہے

اُس نے کہا میرے پیر نے بال تو کترے تھے باقی تعلیم وغیرہ کچھ نہیں دی۔ دونوں بزرگوں نے چلا کر کہا "ہو مُضلّ و ضالٌ" یعنی وہ خود بھی گمراہ ہے اور اوروں کو بھی گمراہ کرتا ہے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ پیر کو چاہیئے کہ مرید کرنے سے پہلے مرید کو جانچ لے"۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے تمام حاضرین سے خطاب کیا کہ شیخ کو ایسا ہونا چاہیئے کہ جب کوئی اُس کے پاس بہ نیت ارادت آئے تو نظر نورِ معرفت سے ارادتمند کے سینے کو صیقل دیدے تاکہ اس میں کسی قسم کی کدورت باقی نہ رہے اور مانند آئینہ کے روشن ہوجائے اگر یہ قوت نہیں ہے تو مرید نہ کرے۔ کیونکہ اس سے بیچارے گمراہ کو کیا حاصل ہوگا ارشاد ہوا۔ جب کسی پیر یا صاحبِ ولایت کی مریدی کی خواہش کرے تو چاہیئے کہ پہلے اُس کے نفوسِ ثلاثہ کی حرکات و سکنات پر غور کرے اور دیکھے کہ کہیں وہ پوشیدہ طور پر نفس امارہ کے قبضے میں تو نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الخ پھر نفس لوامہ پر توجہ کرے کہ کہیں اسمیں تو مبتلا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا اقسم بالنفس اللوامۃ۔ اس کے بعد نفس مطمئنہ پر نظر ڈالے قال اللہ تعالیٰ۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اخیر میں قلب کو دیکھے کہ وہ بھی سلیم ہے یا نہیں۔ ان سب مرحلوں سے فارغ ہوکر اپنے ضمیر کو روشن کرے اور ہاتھ دیدے۔ اگر کوئی شخص سنتِ اہلِ سلوک کے مطابق مقراض رانی اور مقراض گیری نہیں جانتا۔ وہ گمراہ ہے اور اس غریب کو بھی ضلالت میں ڈالتا ہے جو اسکا مرید ہوتا ہے۔ یہ جملہ کہکر شیخ الاسلام چشم پر آب ہوگئے اور فرمانے لگے۔ جب دن بشر حافی نے توبہ کی تھی۔ اس روز کا قصہ ہے کہ آپ پشیمان ہوتے ہوئے خواجہ جنید بغدادی کی خدمت میں آئے اور اُن کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ حضرت نے رسم مقراض اور خرقہ آپ کو تعلیم کی۔ اس کے بعد بشر حافی چلے آئے۔ اور جتنے زمانہ تک جئے برہنہ پا رہے پوچھنے والے نے پوچھا۔ خواجہ جوتی کیوں نہیں پہنتے۔ فرمایا میری

مجال نہیں کہ بادشاہوں کے فرش پر جوتی پہنکر پھروں۔ ایک تو سبب یہ ہے دوسرا بھی سن لیجئے جس دن خدائے عزوجل سے معاملہ کیا ہے اُس روز ننگے پیر تھا۔ اس لیے اب جوتی پہنتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اہل سلوک کا قول ہے کہ جو شیخ مریدوں کو قانون مذہب و سنت و جماعت پر نہیں چلاتا۔ اور اپنی حالت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق نہیں رکھتا وہ راہزن ہے۔ دھوئیں سے آگ کا پتہ چلتا ہے۔ اور مرید سے پیر کا۔ یہ جو بیسیوں آدمی گمراہی میں پڑے دکھائی دیتے ہیں پس اسکی وجہ کیا ہے۔ کہ اُن کو پیر کامل نہیں ملے۔ مقراض کا معاملہ ایک الٰہی رمز ہے جس کا انکشاف کسی پر نہوا۔ اگرچہ بعضوں نے مطلب برآری کی ہے کہ اس قینچی سے بندہ اور مولے کے درمیان جو پردے ہوتے ہیں وہ کٹ جاتے ہیں پھر فرمایا۔ مومن کے دل کی درگاہ خداوندی میں بڑی قدر و منزلت ہے۔ لیکن لوگ اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ لاجرم وہ ضلالت اور گمراہی میں ہیں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ۔ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہوتا ہے۔ بعدازاں ارشاد کیا کہ جس درویش کے آگے ابھی حجاب کے ستر پردے پڑے ہوئے ہوں جس تک نور کی روشنی نہ پہنچی ہو اور جو مقراض اور خرقہ کا علم نہ رکھتا ہو وہ اگر چاہے کہ لوگ اس کے مرید ہوں تو سمجھو گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے درویش کو عالم اور صاحب قوت ہونا چاہیئے تاکہ مقراض چلا سکے۔ اور خرقہ پہنے میں اس سے کوئی فعل خلاف سنت و جماعت نہ سرزد ہو جائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ دلیل العارفین میں لکھتے ہیں۔ جو فقیر خلق سے علیحدہ نہ رہتا ہو۔ جان لو کہ وہ خدا سے دور ہے۔ کیونکہ عوام کی صحبت فقیر کے لئے خالی از مضرت نہیں۔ اس سے سالک مولیٰ کے رستے میں پیچھے رہجاتا ہے۔ چنانچہ میں نے سلک سلوک مصنفہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ میں پڑھا ہے کہ سالک راہ طریقت کو چاہیئے کہ بے ضرورت

گھر سے نہ نکلے۔ اور لوگوں میں زیادہ نشست و برخاست نہ رکھے۔ ہاں مجلس علماء میں جائے مگر وہاں بھی فضول گفتگو نہ کرے۔ پھر دیکھئے کہ اسکی عبادت کیا رنگ لاتی ہے اور اسکا ضمیر کس قدر روشن و منور ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ جب پیر مرید کے سر پر قینچی چلائے تو پہلے مرید کو نہلوا دے۔ اور پھر اس کے منہ میں اپنے ہاتھ سے کچھ شیرینی دے۔ اور تین دفعہ کہے کہ لے خدا اپنے بندے کو اپنی طلب میں پر لطف ذوق بخش اس کے بعد اگر خلوت مناسب سمجھے تو خلوت کرے ورنہ سکوت و ارادات کی تعلیم دیوے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ اسرار العارفین میں لکھا ہے کہ خلوت بعض کے نزدیک یا ۴۰ چالیس دن کی ہونی چاہیئے۔ اور بعض کے نزدیک ۷۰ ستر دن کی اور بعض کے نزدیک ننانوے دن کی۔ لیکن ننانوے ۹۹ دن کی خلوت معتبر ہے جو شیخ عبد اللہ تستری سے مروی ہے۔ مگر طبقہ جنیدیہ میں بارہ سال آئے ہیں اور طبقہ بصیریہ میں ۲۰ بیس سال۔ ریاضت سے مطلب یہ ہے کہ نفس امارہ مغلوب ہو اور گوشہ نشینی سے مراد یہ کہ سگ نفس کو محبوس کیا جائے۔ بہت سے مشائخ کے نزدیک مراقبہ کرنا ہی سلوک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تنہائی میں سوائے مراقبہ بیٹھنے کے کچھ نکرے۔ عزلت نشینی کے وقت سر کو جامہ سے ڈھک لینا چاہیئے۔ تاکہ اس کی برکت سے آئینہ دل میں روشنی پیدا ہو جائے۔ خرقہ ان ہی کاموں کے لیے دیا جاتا ہے۔ بعض مشائخ نے کہا ہے مثلاً خواجہ فضیل عیاض و خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما۔ کہ پیر کو لازم ہے کہ اول اپنی ٹوپی مرید کے سر پر رکھ دے۔ پھر اس کے بعد تلقین ذکر کرے۔ ذکر تین ہیں۔ اول لا الٰہ الا اللہ ۲ دوم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ۳ سوم یا حی یا قیوم۔ اگر پہلا ذکر اختیار کیا جائے تو اسکا قاعدہ یہ ہے کہ نو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہے اور دسویں دفعہ محمد رسول اللہ پھر اکیس دفعہ سبحان اللہ پڑھے۔ بعد ازاں ۳۳ تیس دفعہ یا حی یا قیوم۔ لیکن یہ کل اس طرح پڑھنا چاہیئے کہ حاضرین بھی سنیں اور

خطا اُٹھائیں لیکن ایسا چیخکر نہیں کہ دوسرے گھروں تک آواز جائے۔ اس کے بعد فرمایا
کہ طبقہ جنیدیہ میں ۱۲۔ دفعہ کا حکم ہے۔ اور میں بھی اس سے متفق ہوں۔ پھر ارشاد ہوا کہ "ذکر
اس شان میں کرنا چاہیئے کہ بدن کا رونگٹا رونگٹا زبان کا کام دے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام
جب ذکر کرتے تھے تو ایسے بیخود ہو جاتے تھے کہ صحرا کی طرف منہ کر لیتے اور غایت
شوق سے چلا چلا کر پکارتے کہ اے وہ جو ارکان سے منزہ اور پاک ہے۔ چل میرا دل
تیرے ذکر سے پُر ہو گیا۔ اگر سوائے تیرے نام کے کوئی لفظ میری زبان سے نکلے
تو میں مر جاؤں"۔ بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز نے
شرح الاسرار میں لکھا ہے کہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شیخ و مرید
کی مثال دایہ اور بچے کی سی ہے جس طرح بچہ کوئی بد خوئی کی حرکت کرتا ہے تو دایہ
اسے دوسرے اچھے کاموں میں مشغول کر کے خوشدل اور نیک بنانے کی سعی کرتی
ہے۔ اسی طرح پیر بھی مرید سے کبھی ذکر کراتا ہے اور کبھی قرآن پڑھواتا ہے
تاکہ کہیں اسکا دل کسی خراب بات کی طرف نہ لگ جائے"۔ اس کے بعد فرمایا۔ ہاں
یہ بھی ارشاد ہے کہ فقیر اہل دنیا کے ساتھ زیادہ خلا ملا نہ ہو۔ ان سے بہت صحبت
نہ رکھے کیونکہ انکی صحبت سے فقیر کا دل پریشان ہو جاتا ہے کوئی چیز درویش کے لیے
تونگروں کی صحبت سے بڑھکر مضر نہیں۔ فقیر کے دین و دنیا گوشہ ہی میں ٹھیک ہوتے ہیں"۔ پھر فرمایا
کہ بس پیر و مرید کی یہ کیفیت ہونی چاہیئے جو اسوقت بیان کی گئی۔ اگر کسی کو ایسا شیخ کامل
نہ ملے جس کی کتب اہل سلوک پر نظر ہو۔ یا جو پورے طور سے بزرگان سلف کی اتباع
نہ کر سکتا ہو تو سوچ سمجھکر مرید ہونا چاہیئے۔ پھر فرمایا کہ شیخ پر واجب ہے کہ مرید
کو وصیت کرے کہ وہ بادشاہوں اور امیروں کی صحبت سے بچے۔ اور طالب شہرت
ثروت نہ بنے۔ زیادہ گوئی سے احتراز کرے۔ اور بے حاجت کہیں نہ جائے کیونکہ یہ
سب باتیں دنیا والوں کی ہیں۔ اور حب دنیا کل خطاؤں کی جڑ ہے۔ حُبُّ الدُّنیا

رأس کل خطیئۃ۔ پھر فرمایا کہ سچائی کو ضرورت بے ضرورت نہ چھوڑنا چاہیئے کیونکہ
اصحاب طریقت کہہ گئے ہیں کہ جب کوئی شخص روز روز طلب دنیا میں پڑتا ہے تو اُسے
علم حلال و حرام نہیں رہتا۔ اور اگر کوئی صوفی سلوک و سجادہ کو چھوڑ کر کوچہ و بازار کا چکر
لگاتا ہے تو وہ بھی کھو کھلا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ابوبکر شبلی فرماتے
ہیں کہ راہ قبول پر چلنے والے کی علامت یہ ہے کہ جس طرح ہو جمعہ کی شب کو جاگ
کر گزارے۔ اور اس میں ذکر یا تلاوت یا نماز خوانی کرتا رہے۔ لیکن نماز پڑھنی افضل ہے
کیونکہ ارشاد ہے الصلوٰۃ معراج المومنین اس کے بعد فرمایا کہ اہل سلوک کا قول ہے
کہ اصل سلوک ریاضت اور ثمرہ ارادت ہے۔ اس لیئے بندے کو چاہیئے کہ جہاں تک
ہو سکے ہمنشینی اغنیا و ملوک سے محترز رہے۔ اور نفسانی خواہشات کو مارے۔ اور
صالحین کی صحبت اختیار کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے صحبۃ الصالحین
نور و رحمۃ للعلمین۔ الحمد للہ علی ذلک۔

۱۱ شعبان ۶۵۵ ہجری

دولت پائے بوسی نصیب ہوئی۔ ان لوگوں کا تذکرہ جاری تھا جو نماز میں مشغول ہوتے
ہیں تو بسبب استغراق خود کو بھی بھول جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جب میں غزنین
میں مسافر تھا تو میں نے چند درویشوں کو دیکھا کہ بے حد ذاکر و شاغل تھے۔ شب کو انہیں
کے پاس قیام کیا صبح ایک نزدیک کے حوض پہ وضو کرنے گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں
ایک اور نہایت ضعیف بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں نے اُن کا حال دریافت کیا۔ کہنے
لگے۔ بہت عرصہ سے مجھے عارضہ شکم ہے۔ اس نے یہ کیفیت کردی میں نے وہ دن
اُن کی صحبت میں گزارا۔ جب رات آئی تو معلوم ہوا کہ ہر شب ایک سو بیس رکعت نماز پڑھتے
ہیں جتنی مرتبہ قضائے حاجت کے لیے جاتے اتنی دفعہ آکر فوراً غسل کرتے اور
دوگانہ نماز پڑھتے۔ چنانچہ میں نے اس کا خوب تجربہ کیا۔ ایک دن اسیطرح وہ غسل

کرنے تالاب میں اُترے۔ اور اُس میں سے نکلکر جان بحق تسلیم ہو گئے۔ یہ کہکر شیخ الاسلام رونے لگے۔ اور ارشاد کیا۔ زہے راسخ الاعتقادی کہ آخر دم تک اُس کی بندگی میں قاعدے اور ضابطہ کو ترک نہ کیا۔ اور اُسے کمال تک پہنچا کر جان دی۔" پھر فرمایا تکلیف و زحمت اُٹھانیکے بعد ہی انسان کو گناہ سے بچنے کا خیال ہوتا ہے جس سے اسکی خیر ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دن میں بخارا میں شیخ سیف الدین باخرزی کے پاس حاضر تھا۔ کوئی شخص اُن کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کرکے بولا "اے امام! میرے پاس کچھ مال ہے اسمیں عرصہ سے گھاٹا ہو رہا ہے۔ اور کبھی کبھی اعضا بھی دُکھتے ہیں" آپ نے فرمایا "زکوٰۃ کے دینے میں کوئی کمی ہوئی ہوگی۔ اور مرض کا آنا تو دلیل ایمان ہے" پھر اسی گفتگو میں ارشاد کیا کہ اصحاب تابعین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز فقرا کو ایسے درجے ملیں گے کہ خلق ہاتھ ملے گی۔ کہ کاش ہم دنیا میں فقیر کیوں نہ ہوئے۔ اور مریضوں کو وہ اجر ملیگا کہ لوگوں کو حسرت ہوگی کہ ہم بھی زندگی بھر رنجور رہے ہوتے۔ اور ان مرتبوں کو پہنچتے۔ اس کے بعد فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ ہر درد و رنج کے وقت اُسکی علت پر غور کرے۔ کیونکہ اپنے نفس کا علاج اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے یہ کہکر شیخ الاسلام چشم پر آب ہو گئے۔ اور یہ مثنوی زبان مبارک پر آئی ؎

اے بسا شیر کاں ترا آہوست — اے بسا درد کاں ترا دوست

بعد ازاں اس مسئلہ پر بحث شروع ہوئی کہ درویشوں سے ہمیشہ عقیدت اور حسن ظن رکھنا چاہیئے تاکہ اُن کی برکت سے اللہ تمہیں اپنے سایہ میں رکھے۔ فرمایا شیر خان والی اوچہ و ملتان مجھسے مخالفت رکھتا تھا۔ میں نے بارہا یہ بیت اُس کے حق میں دہرائی ؎

افسوس کہ از حال منت نیست خبرے — آنگہ خبرت شود کہ افسوس خوری

آخر ایک ہی سال میں کفار نے اُس پر چڑھائی کی اور اُسے برباد کر دیا۔

پھر اسی محفل میں ارشاد کیا کہ ایک دن میں سیوستان میں شیخ اوحد کرمانی کی خدمت میں پہنچا

رحمۃ اللہ علیہ شیخ نے مجھے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ زہے سعادت کہ میرے پاس آئے غرض کہ میں جماعت خانے میں بیٹھا تھا کہ دس درویش صاحب نعمت تشریف لائے اور آپس میں کرامت و بزرگی پر گفتگو کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اُن میں سے ایک نے کہا کہ اگر کوئی شخص صاحب کرامت ہی تو اُسے چاہیئے کہ اُسکو ظاہر کرے سب نے کہا اول تم ہی کچھ دکھاؤ شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اُنکی طرف رخ کیا اور بولے کہ اس شہر کا حاکم ان دنوں مجھ سے بگڑا ہوا ہے۔ اور مجھے روز کچھ نہ کچھ تکلیف دیتا رہتا ہے لیکن آج وہ میدان سے سلامت نہیں آسکتا۔ اِن الفاظ کا شیخ کی زبان سے نکلنا تھا کہ ایک شخص باہر سے آیا۔ اور خبر سنانے لگا کہ بادشاہ شیر و شکار کو گیا تھا۔ اور اس وقت گھوڑے سے گر کر اسکی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ اسپر درویشوں نے دعاگو کی طرف دیکھا۔ اور بولے تم کہو۔ میں نے مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر بعد سر اُٹھا کر کہا۔ آنکھیں سامنے کرو۔ سب نے تعمیل کی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میں اور وہ سب خانہ کعبہ میں کھڑے ہیں۔ آخر جب ایسی ہوئی اور سب نے اقرار کیا کہ بے شک یہ درویش ہے۔ اس کے بعد میں نے اور شیخ اوحد کرمانی نے اُن درویشوں سے سوال کیا کہ ہم اپنا کام کر چکے۔ اب تمہاری باری ہے۔ یہ سنکر سب نے اپنے اپنے سر خرقوں میں کر لیے۔ اور اندر ہی اندر غائب ہو گئے۔ اِس کے بعد شیخ الاسلام نے راقم دعاگو کو مخاطب کیا کہ اے مولانا نظام الدین! جو خدا کے کام میں لگا ہوا ہے۔ خدا اُس کے کام بناتا رہتا ہے۔ یعنی جو خدمت حق تعالیٰ میں کمی نہیں کرتا۔ اور جسکے تمام افعال رضائے دوست کے موافق ہوتے ہیں۔ اور جو اپنے نفس کیلئے ہر وقت غازی بنا رہتا ہے۔ خدا بھی اُسکی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ میں بدخشاں گیا۔ وہاں بہت سے بزرگ اولیاء اللہ تھے۔ چنانچہ عبد الواحد نبیرہ شیخ ذوالنون مصری قدس اللہ سرہ العزیز جنہوں نے شہر کے باہر ایک غار میں اپنا مسکن بنا رکھا تھا۔ جب مجھے اُن کی کیفیت معلوم ہوئی تو اُن کے پاس گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ نہایت

زار وزار ہیں۔ اور ایک پاؤں غار کے اندر اور ایک غار کے باہر کئے عالم تحیر میں کھڑے ہیں میں نے نزدیک پہنچکر سلام کیا۔ فرمایا کیسے آئے۔ اس کے بعد تین شبانہ روز منتظر رہا کوئی کلمہ زبان سے نہ سنا۔ تیسرے دن عالم صحو میں آئے اور بولے رہے فرید میرے قریب مت آئیو ورنہ سوختہ ہو جائے گا۔ اور نہ مجھ سے دور ہو کیونکہ پھر مسحور ہو جائیگا ہاں میرا ماجرا سن۔ آج ستر سال ہو گئے کہ اس غار میں استادہ ہوں۔ ایک دن ایک عورت یہاں سے گذری۔ میرا دل اسکی طرف مائل ہوا۔ چاہا کہ باہر نکلوں۔ اتنے میں ہاتف غیب نے آواز دی "کہ اے مدعی عہد! تو تو کہتا تھا کہ قطع ما سوئے اللہ کر دیا" میں اتنا سنتا تھا کہ میرا باہر آیا ہوا پیر باہر رہ گیا۔ اور اندر کا اندر۔ اس حال کو تیس سال گزر گئے۔ عالم تحیر میں ہوں۔ اور ڈر ہے کہ قیامت کے دن اس منہ کو کیونکر سامنے کر سکوں گا بڑی شرمندگی ہے" اس کے بعد ملک المشائخ نے فرمایا۔ کہ رات وہیں پوری کی۔ دیکھا کہ بوقت افطار کچھ دودھ اور کچھ خرمے ایک طباق میں لگے ہوئے ان بزرگ کے سامنے آئے خرمے شمار میں دس تھے۔ ارشاد کیا کہ میرے واسطے ہر روز صرف پانچ خرمے آیا کرتے تھے۔ آج یہ دس تمہاری وجہ سے بھیجے گئے ہیں۔ آؤ دودھ لو۔ اور روزہ افطار کرو۔ میں نے اپنے سر کو زمین پر رکھا اور اس کھانے کو کھا لیا۔ بعد ازاں وہ شیخ اپنے عالم میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں بدخشاں کا خلیفہ آیا۔ اور سجدہ تعظیمی کر کے کھڑا ہو گیا۔ سوال کیا "کیا حاجت لائے ہو" بولا کہ والی سیوستان نے میرا مال غصب کر لیا ہے۔ اجازت دیجئے کہ اس کا مقابلہ کروں" آپ مسکرائے اور سامنے پڑی ہوئی ایک لکڑی کو سیوستان کی طرف کر کے گویا ہوتے۔ کہ میں مارے دیتا ہوں خلیفہ یہ سنکر چلدیا۔ کچھ زمانہ نہ گذرا تھا کہ لوگ اسکا مال لیکر آئے۔ اور قصہ سنانے لگے کہ والی سیوستان دربار عام میں بیٹھا احکام جاری کر رہا تھا کہ ایک لکڑی دیوار میں سے نمودار ہوئی۔ اور ایسے زور سے اسکی گردن پر پڑی کہ گردن جدا ہو گئی۔ اس کے بعد

ایکدن اُسنے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ اسکی کیا ترکیب کرنی چاہیئے۔ ایک زیرمکار آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ شہر میں جتنے پڑھے لکھے مولوی مُلّا ہیں سب کو قتل کرا دیجئے جب وہ نہ رہیں گے تو کوئی اسلام کا نام بھی نہ لیگا۔ اور جو حضور چاہیں گے ہو جائیگا بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اور کرکے پوچھا "اب"۔ بولا "کاتبوں کو بھی مروا دیجئے تاکہ کل لکھنا پڑھنا ہی موقوف ہو جائے"۔ اس کی بھی تعمیل کی گئی۔ اور مسلمان گمراہی میں پڑنے لگے المختصر ان کاتبوں میں ایک بزرگ بھی گرفتار ہوئے جو حضرت خواجہ حسن بصری کے نواسوں میں سے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی بادشاہ تخت چھوڑکر نیچے اتر آیا اور بڑی معذرت کے ساتھ انہیں رہا کر دیا۔ اور خلعت خاص دیا اور جب وہ بزرگ چلے گئے تو حاضرین سے مخاطب ہوکر بولا کہ جب یہ میرے سامنے آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کے دائیں بائیں دو عظیم الشان اژدہے مُنہ کھولے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور آگ کے شعلے نکال رہے ہیں۔ اور مجھ سے کہتے ہیں کہ انہیں چھوڑ دے۔ ورنہ ہم تجھے زندہ نگل جائیں گے۔ پھر لوگوں نے ان بزرگ سے پوچھا کہ آپ کی کیونکر بریت ہوگئی۔ انہوں نے فرمایا۔ میں اکثر یہ پڑھا کرتا ہوں حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ پس جو شخص ان کلمات کا ورد رکھے گا۔ اُسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا +

بعد ازاں شیخ الاسلام نے ارشاد کیا کہ تیسرے مجھے اُن آدمیوں پر تعجب آتا ہے جو کسی کے مکر سے ڈرتے ہیں۔ اور یہ آیت نہیں پڑھتے اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ط۔ کیونکہ ارشاد ربی ہے فَوَقَاهُ اللّٰهُ السَّيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ جبوقت حجاج بن یوسف کے پاس تشریف لیجاتے تھے تو یہی آیت پڑھا کرتے تھے۔ اور حجاج بن یوسف کہا کرتا تھا کہ میں جسقدر حسن بصری سے ڈرتا ہوں اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ جب وہ

تشریف لاتے ہیں میرے تمام اعضا میں لرزہ چھوٹ جاتا ہے۔ اور مجھے دو شیر ایسے ساتھ آتے معلوم ہوتے ہیں۔ جو مجھکو ذرہ ذرہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوا۔ کہ چوتھے مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو بہشت کے مشتاق ہیں اور یہ نہیں پڑھتے۔ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ۔ پھر فرمایا کہ میں نے آثار تابعین میں پڑھا ہے کہ ایک جوان از حد فاسق ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا۔ مگر سوتے وقت اس کلمہ کو بہت پڑھتا تھا جب وہ مرا تو لوگوں نے اُسکو خواب میں بہشت کے اندر پھرتے دیکھا۔ دریافت کیا تو راز کھلا کہ کلمۂ مذکورہ بالا کے صدقے میں نجات ملی

بعد ازاں قبر کے خوف اور منکر نکیر کی ہیبت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ اگر اسے کرو گے تو منکر نکیر سے خوف نہ کھاؤ گے شب جمعہ میں دو رکعت نماز ادا کیا کرو۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص پچاس بار۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ اس کے عامل رہے۔ شرح اولیا میں لکھا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھکر پوچھا کہ کہو منکر نکیر سے کیا معاملہ رہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ پہلے تو مجھپر ان کی بڑی ہیبت چھائی۔ اور انہوں نے میری ایک گرز بھی لگایا۔ مگر آخر حکم آیا کہ اس بندے کو چھوڑ دو۔ اسکے بعد ارشاد ہوا کہ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے دریافت کیا کہ آپکے پاس ضغطہ کے واسطے بھی کوئی چیز ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ جو شب جمعہ میں دو رکعت نماز پڑھے گا۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد اذا زلزلت الارض پندرہ بار۔ وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی رح کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور بہت سے مشائخ کبار بھی موجود تھے کہ خوف قبر پر

گفتگو چھڑ گئی۔ مولانا شہاب الدین نے کہا۔ کہ جو شخص یہ اوراد اپنی کتاب میں لکھ لے اور اُن کی مداومت رکھے وہ قبر کے عذاب سے مامون رہیگا۔ سورۂ واقعہ۔ سورۂ مزمل سورۂ والشمس۔ اور واللیل۔ اور الم نشرح۔ اِس کے بعد ایک دوسرے درویش نے فرمایا کہ ایک بزرگ کا انتقال ہوا جو خاندان چشت سے تعلق رکھتے تھے۔ جب اُن کو سپرد زمین کر چکے تو اُسیوقت فرشتے نازل ہوئے اور اُن سے سوالات کرنے لگے درویش نے خوب جواب دیے۔ یہاں تک کہ اُنکی قبر منور ہوگئی۔ کسی نے اُنہیں خواب میں دیکھکر پوچھا کیا حال ہے۔ بولے۔ میری حق تعالیٰ نے مغفرت کر دی اور نہایت مہربانی فرمائی اور ارشاد کیا کہ ہم نے تجھکو اِس عمل کے سبب بخشا ہے۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ احادیث میں مسطور ہے۔ جو شخص فرض کے بعد تین بار سورۂ اخلاص اور تین بار درود اور اُس کے بعد ایک بار یہ آیت وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ پڑھے گا۔ اللہ تعالےٰ اُسے تین نعمتیں عطا فرمائیگا۔ (۱) درازی عمر۔ (۲) مال بسیار (۳) برخورداری کہ بے حساب جنت میں داخل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ شیخ الاسلام یہ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوگئی۔ شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور خلق دعا گو رخصت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ✦

بتاریخ ۲۰۔ ماہ مذکور ۶۵۵ھ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ چاشت کا وقت تھا۔ اور حضرت جماعت خانے میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک گروہ مسافروں کا حاضر ہوا۔ حضرت نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ مولانا نظام الدین جو کچھ تجھ سے چاہیں پائیں

اِس کے بعد درود شریف کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ ارشاد ہوا کہ آثار مشائخ میں وارد ہے۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ اور ایک لاکھ نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اُس کا شمار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ پہر فرمایا کہ صحابہ و تابعین اور مشائخ طبقات نے درود شریف کا وظیفہ مقرر کیا تہا۔ اگر کسی دن اُن کا یہ وظیفہ فوت ہو جاتا تو وہ اپنے تئیں مردہ سمجھتے۔ اور ماتم کرتے۔ کہ آج کی رات ہم مر گئے تہے اگر زندہ ہوتے تو سرور کائنات پر درود بہیجتے۔ اس کے بعد ارشاد کیا کہ ایک مرتبہ خواجہ یحییٰ بن معاذ رازی کا وظیفۂ درود فوت ہو گیا۔ اور وہ تین ہزار بار درود پڑہا کرتے تھے۔ خیر جب وہ صبح اُٹہے تو اس طرح ماتم میں مشغول ہوئے کہ گویا سچ مچ کوئی مر گیا۔ لوگ آتے اور استفسار حال کرتے۔ خواجہ یحییٰ بن معاذ رح اسی کیفیت میں مبتلا تہے کہ ہاتف نے آواز دی کہ یحییٰ! جتنا میں تجھے درود پڑہنے کا ثواب دیتا اُس سے سو گنا اب دیا گیا۔ اور تیرا نام درود پڑہنے والوں میں آج ہی لکہہ لیا گیا ہے۔ اِس موقع پر شیخ الاسلام چشم پُر آب ہوئے اور یہ حکایت فرمانے لگے۔ کہ ایک شب خواجہ سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور اپنا روئے مبارک اُن سے چہپاتے ہیں۔ خواجہ سنائی رح دوڑے اور قدموں کو بوسہ دیکر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلعم! میری جان آپ پر قربان کیا سبب ہے جو آج مجھے یہ محرومی ہو رہی ہے۔ حضور صلعم نے خواجہ سنائی کو گلے سے لگا لیا۔ اور فرمایا کہ بہئی تم نے اس قدر درود خوانی کی ہے کہ مجکو تم سے شرم آتی ہے۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا سبحان اللہ! یہ بھی بندگان خدا ہیں جن کی کثرت درود خوانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محجوب ہوتے ہیں۔ ہزار رحمت اُنکی روح پر

پھر اسی محل میں فرمایا کہ یہودیوں کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ ایک مسلمان فقیر نے آکر اُس سے سوال کیا۔ اسیوقت اتفاقاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی سامنے سے گزرے۔ یہودیوں نے آپ کو دیکھکر لطور تمسخر کہا کہ دیکھو شاہ جوانمرداں آرہے ہیں۔ وہ مسلمان فقیر امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے فقر و فاقہ کا حال بیان کرنے لگا۔ آپ سمجھ گئے کہ اسے میرے پاس آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے۔ لیکن اسوقت آپکے پاس تھا کچھ نہیں۔ آپ نے اسکا ہاتھ پکڑکر دس دفعہ درود پڑھا۔ اور اُسکی تھیلی پر دم کرکے فرمایا مٹھی بند کرے۔ اُس نے تعمیل کی اور یہودیوں کے پاس واپس گیا۔ اُنھوں سے مٹھی کھلوائی تو اُس میں ایک دینار تھا۔ اُسی روز کئی یہودی مسلمان ہوئے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ ہارون رشید بیمار پڑا۔ اور بیماری کو آدھا سال گزر گیا۔ نزدیک تھا کہ روح پرواز کرجائے کہ شیخ ابوبکر شبلی رح کا اودھر سے گزر ہوا۔ ہارون رشید کو اسکی اطلاع ملی کہ امام ابوبکر شبلی تشریف لیجا رہے ہیں۔ لوگوں کو بھیجا کہ جس طرح ہوسکے خواجہ کو یہاں لے آؤ۔ چنانچہ آپ آئے اور ہارون رشید کو دیکھتے ہی بولے کہ خاطر جمع رکھو۔ اب تم اچھے ہوگئے۔ اور درود شریف پڑھکر اُسپر دم کردیا۔ اور ہاتھ پھیرا۔ ہارون رشید اُسیوقت تندرست ہوگیا۔ آخر معلوم ہوا کہ خواجہ ابوبکر شبلی نے یہ درود دم کیا تھا۔ جس کی برکت سے اُس نے صحت پائی۔ پھر فرمایا کہ یہ پانچوں درود نماز میں پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ درود سب درودوں سے افضل اور بہتر ہیں اگرچہ سب درودوں کا ثواب ایک ہے۔ مگر ہر درود فضیلت جداگانہ رکھتا ہے اور وہ پانچوں درود یہ ہیں +

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنۡ صَلّٰی عَلَیۡہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنۡ لَّمۡ یُصَلِّ عَلَیۡہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ

تَرْضٰی بِاَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ
عَلَیْہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ۔

بعدہٗ شیخ الاسلام ادام اللہ حرمتہ نے فرمایا کہ اسکو فضل اس سے کہا گیا کہ مولانا فقیہ ابوالحسن ندوسی نے روضہ منورہ میں یہی درود لکھا ہے کہ امام شافعی رح کا جب انتقال ہوا تو لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا جواب ملا کہ مجکو اس درود شریف کی برکت سے بخش دیا۔ اور دوسری فضیلت اس درود شریف کی یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور آپ کے ارد گرد صحابۂ کرام۔ اور ابوبکر صدیق رضؓ دائیں جانب بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ نے اسے حکم دیا کہ ابوبکرؓ سے بالاتر بیٹھو صحابہؓ نے جانا کہ شاید یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ اور کس کی اتنی عزت کیجا سکتی تھی۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر رضؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ شخص مجھپر اسقدر درود پڑھتا ہے کہ کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ شاید یہ شخص کھاتا پیتا اور دیگر ضروریات میں مشغول نہ ہوتا ہوگا اور ہر وقت درود خوانی ہی سے غرض رکھتا ہوگا۔ فرمایا کھاتا پیتا بھی ہے اور کاروبار بھی کرتا ہے۔ مگر ایک دفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات میں یہ درود پڑھ لیتا ہے (جو اوپر مذکور ہوا) شیخ الاسلام یہی فوائد بیان فرما رہے تھے کہ پانچ درویش حاضر ہوکر قدمبوس ہوئے۔ فرمان ہوا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ اور عرض کرنے لگے کہ ہم مسافر ہیں اور خانہ کعبہ جانے کی نیت رکھتے ہیں۔ مگر خرچ نہیں۔ کچھ عنایت ہو جائے تو اطمینان سے روانہ ہوں۔ شیخ الاسلام کو فکر ہوا۔ اور تھوڑی دیر مراقبہ کرکے سر اٹھایا۔ سامنے ایک شکر ریزہ میں خستہ خرما رکھے تھے۔ اس ٹھیکرے پر کچھ دم کرکے درویشوں کو عطا کیا۔ درویش حیران ہوگئے۔ حضرت نے اپنی روشن ضمیری

سے اُن کی حیرت کا حال معلوم کیا۔ اور فرمایا کہ دیکھو تو سہی۔ اب جو دیکھتے ہیں تو وہ خرما نہ تھے۔ سونا تھا۔ آخر شیخ بدرالدین اسحٰق سے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام نے یہی درود پڑھکر اُس پر دم کیا تھا۔ پھر آیۃ الکرسی کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ جس روز آیۃ الکرسی نازل ہوئی ہے تو ستر ہزار فرشتے مہتر جبریل علیہ السلام کے ساتھ آئے تھے۔ اور جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ اِسے بہ اعزاز واکرام لیجئے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ جو بندہ میرے بندوں میں سے آیۃ الکرسی پڑھے گا۔ ہر حرف کے بدلے ہزار سال کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ اور ہزار فرشتے جو کرسی کے پاس کھڑے پڑھ رہے ہیں انکا ثواب بھی اسکو ملیگا اور اسے اپنے مقربوں میں شمار کروں گا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ فتاویٰ ظہیری میں مرقوم ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے گھر سے باہر جانے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے خداتعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اِس کے واپس آنے تک اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتے رہیں بعد ازاں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار اوشی سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے گھر میں جانے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے گا خدا اُس کے گھر سے فقر و فاقہ کو دور فرمائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے جامع الحکایات میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک درویش کے گھر میں رات کو چور آئے۔ درویش نے آیۃ الکرسی پڑھکر گھر کا حصار باندھ رکھا تھا چوروں نے جو اُسکے اندر مُنہ داخل کیا سب کے سب اندھے ہوگئے۔ درویش صاحب بیدار ہوئے اور اِس حال کو معلوم کرکے باہر آئے اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے کہا کہ چور ہیں چوری کے واسطے آپکے ہاں آئے تھے لیکن قدرت نے ہمیں اندھا کردیا۔ آپ دعا فرمایئے کہ ہماری آنکھیں ملجائیں۔ ہم اس کام سے تائب ہوکر آپکے

ہاتھ پر مسلمان ہوتے ہیں۔ درویش۔ درویش نے تبسم فرمایا۔ اور کہا آنکھیں کھولو۔ آنکھیں جو کھولیں تو اُن میں بینائی تھی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ÷

تاریخ ۲۷۔ ماہ مذکور ۶۵۵ھ ہجری

دولت قدمبوسی میسر آئی۔ دعا کے بارے میں گفتگو چل رہی تھی۔ ارشاد ہوا۔ میں نے امام محمد شیبانی رحہ کی کتاب میں پڑھا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسیکو کوئی رنج وغم پیش آئے۔ یا ایسا مرحلہ جسکا بننا ممکن نہو تو وہ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو سو مرتبہ کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ

بعد ازاں شیخ الاسلام نے ارشاد کیا کہ ایک دفعہ میں شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار اوشیؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور وہاں دعا کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں حضرت قطب صاحب نے فرمایا۔ جسکو معاش کی تنگی ہو وہ اس دعا کا ورد کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا دَآئِمَ الْعِزِّ وَالْمُلْكِ وَالْبَقَآءِ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْعَطَآءِ یَا وَدُوْدُ ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔

پھر ارشاد ہوا کہ بحالت درماندگی ولاچارگی جو شخص ان کلمات کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لیگا ضرور وہ مہم اسکی پوری ہوگی۔ اَقْوٰی مُعِیْنٍ وَاَهْدٰی دَلِیْلٍ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے تفسیر زاہدی میں دیکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اُس کے اعمال مقبول ہوں تو اُسکے لیے یہ آیت ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اگر کوئی چاہے کہ دنیا و آخرت سے خلاصی پائے۔ اور آتش دوزخ سے محفوظ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اور اگر بڑے بڑے کاموں میں صابر رہنے کا آرزومند ہو اور ہر معاملہ میں ثابت قدم اور دشمنوں پر
ظفریاب رہنا چاہتا ہو تو یہ آیت مجرب ہے۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ
ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۵ اور اگر منظور ہو کہ اس کا
دل ایمان اور امان کے ساتھ رہے اور رحمت الٰہی اس کے شامل حال ہو تو یہ آیت
پڑھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک روز حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابہ آپ کے گرد حاضر۔ اور پیغمبران پیشین
کا حال بیان ہو رہا تھا کہ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا
دل کیونکر مطمئن ہو کہ میں باایمان جاؤں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے
اس سوال پر متفکر ہوئے اتنے میں جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ یا
رسول اللہ میں یہ آیت لایا ہوں جو شخص اس آیت کا ورد رکھے گا اس کا دل
ایمان کی طرف سے مطمئن ہوگا اور امید ہے کہ وہ باایمان ہی جائے گا۔ پھر شیخ الاسلام
نے فرمایا کہ آیت مذکورہ کا نزول ان صحابی کے التماس ہی پر ہوا تھا۔ پھر ارشاد
کیا کہ جو شخص دوستان خدا میں جمع ہونا چاہے وہ یہ آیت بکثرت پڑھے
رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ
اس کے بعد فرمایا۔ نہ معلوم پھر کیا وجہ ہے کہ اس سعادت سے لوگ اپنے آپ کو
محروم رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا جب کسیکو کوئی مہم درپیش ہو یا کسیکا غلام بھاگ گیا ہے
یا نیک و پارسا فرزند کی خواہش رکھتا ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ
ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ بعد ازاں فرمایا کہ حضرت ذکریا علیہ السلام
نے یہی آیت پڑھی تھی جو خداوند تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزند انکو
عنایت کیا جو صغر سنی میں ہی خوف الٰہی سے اس قدر روتے تھے کہ رخساروں کا

گوشت گل گیا تھا اُن کے والد حضرت زکریا اور اُن کی والدہ اُن کو سمجھاتیں کہ تم ابھی بچہ ہو تم کو اس قدر خوف کس لیے ہے تو جواب دیتے تھے کہ اے والدہ میں دیکھتا ہوں کہ جب تم ہنڈیا کے نیچے آگ سلگاتی ہو تو پہلے چھوٹی لکڑیاں رکھتی ہو جب انہیں آگ کی بنیاد مضبوط ہو جاتی ہے اُس وقت بڑی لکڑیاں لگاتی ہو تو مجھکو بھی اندیشہ ہے کہ دوزخ میں پہلے چھوٹوں کو ڈالا جائیگا۔ پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں سیوستان کیطرف سفر کر رہا تھا اور اُس شہر کے بزرگوں کی زیارت کرتا تھا ایک روز حضرت محمد سیوستانی کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت بزرگ اور بوڑھے آدمی اور صاحب ولایت تھے۔ سلوک کے متعلق حکایت ہو رہی تھی اور درویش آپس میں بحث کر رہے تھے ایک شخص آیا اور قدمبوس ہو کر بیٹھ گیا خواجہ محمد سیوستانی نے اپنی روشن ضمیری سے اسکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ایک حاجت مند آیا ہے۔ فوراً وہ قدمبوس ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہاں فرمایا جا اس آیت کو پڑھا کر خداوند تعالےٰ تجھ کو فرزند صالح عنایت کرے گا۔ آیت یہ ہے۔ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ وہ شخص چلا گیا اور حق تعالےٰ نے اُسکو ایسا نیک فرزند عنایت کیا جو صاحب سجادہ ہوا۔ اور جس نے بہتیرے حج کیے اور اسی نیت میں مرا۔ بعد ازاں فرمایا کہ کشاف میں لکھا دیکھا ہے کہ جب آدمی یہ چاہے کہ اس کا حشر نیک مردوں کے ساتھ ہو اور عرصات قیامت کو دیکھے تو یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَا آتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۔ پھر حکایت فرمائی کہ بخارا میں ایک شخص فسق و فجور کے سبب مشہور تھا جب وہ مرا تو اُسکو خواب میں اولیاء اور دوستان خدا کے ساتھ دیکھا تعجب سے پوچھا کہ یہ دولت کہاں سے پائی کہا میں نے تفسیر کشاف میں دیکھا تھا کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے گا وہ نیک مردوں کے ساتھ

ہوگا۔ پس میں اسکو صدق دل سے پڑھتا تھا خداوند تعالیٰ جو تھوڑی چیز کا قبول
کرنے والا اور بڑی بخشش فرمانے والا ہے میری یہ ذراسی عبادت قبول
فرمالی اور میرے تمام گناہوں کو بخش دیا اب مجھکو حکم ہے کہ دوستان خدا ہی میں
رہوں آیت یہی ہے رَبَّنَا اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ پھر شیخ الاسلام
ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ظالموں کے ہاتھ سے نجات پانی چاہے
تو لازم ہو کہ اس آیت کی مزاولت کرے۔ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ
نَصِيْرًا۔ اس آیت کا پڑھنے والا ہمیشہ منظفر و منصور رہے گا۔ بعد ازاں فرمایا
کہ ایک دفعہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ غول بیابانی سے مشغول جنگ
تھے اور بہت پریشان ہوگئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں
عریضہ بھیجا کہ تمام تدبیریں کریں اور جو کچھ کہ جنگ کے طریقے تھے بجالایا
جب عریضہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا از حد دل تنگ ہوئے فوراً جبرئیل
علیہ السلام یہ پیغام لائے کہ اس آیت کو پڑھیں اسکی برکت سے منظفر و منصور
ہوں گے حضور نے یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لکھکر بھیجدی۔ اور
انھوں نے تعمیل ارشاد کی اور غالب ہوئے اس غول کو زندہ گرفتار کرکے
مدینہ میں لائے وہ فتح اس آیت ہی کی برکت سے تھی۔ پھر فرمایا کہ مولانا
برہان الدین اللہ صاحب ہدایہ تفسیر زاہدی میں لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے
کہ رحمت اور برکت اوسپر نازل ہو اور روزی اُس کی وسعت پائے اور کسی کا
محتاج نہ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ
تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ
خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ پھر فرمایا کہ یہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارے میں

نازل ہوئی ہے۔ مگر اُنہوں نے کفران نعمت کیا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے اُن کو جنہوں نے
اس مائدہ میں سے کھایا تھا کتا اور خنزیر بنا دیا۔ پھر فرمایا کہ جب یہ چاہے کہ دنیا و
آخرت میں ظالموں کے ساتھ شریک نہ ہو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ پھر فرمایا کہ جو شخص اسلام کے ساتھ اپنی زندگانی خوش
گذرانی چاہے وہ یہ آیت بکثرت پڑھا کرے رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا
وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ بعد ازاں فرمایا
جو شخص کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار ہو وہ یہ آیت پڑھے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝
اور اگر چاہے کہ مسلمان مرے اور صالحین کے درجہ میں پہونچے تو یہ آیت
پڑھا کرے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ بعد ازاں شیخ الاسلام قدس اللہ سرہٗ
نے فرمایا کہ جب ایک مدت کے بعد یعقوب اور یوسف علیٰ نبینا وعلیہم السلام
کی ملاقات ہوئی تو یوسف علیہ السلام نے سر سجدہ میں رکھ کر یہی آیت پڑھی
اور عرض کیا کہ خداوندا تو نے مجھکو بادشاہ بنایا یہ تیری مرضی تھی میں نے اسکی
درخواست نہ کی تھی اب قیامت کے روز بادشاہوں کے ساتھ میرا حشر نہ کیجو
میں بیچارہ مسکین ضعیف اسکی طاقت نہیں رکھتا کہ بادشاہوں کے ساتھ میرا
حشر ہو۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دیو و پری کے شر اور ظالموں کے ظلم اور بت
پرستی سے محفوظ رہنا چاہے تو یہ آیت پڑھا کرے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ
وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ بعد ازاں شیخ الاسلام قدس اللہ
سرہٗ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول اسطرح ہوا ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اصحابہ آپکے گرد بیٹھے ہوئے تھے نصائح سن

رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مجھکو کوئی ایسی چیز بتایئے جس کے باعث سے میں اور میری اولاد بت پرستوں کے شر سے محفوظ رہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فکر کرنے لگے کہ اسکو کیا چیز بتاؤں کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خداوند تعالی کا فرمان ہے کہ یہ آیت اسکو تعلیم کیجئے اور حکم دیجئے کہ یہ اسکو بکثرت پڑھا کرے خداوند تعالی اسکو بت پرستوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ بعد ازاں فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ کفار اس پر مستولی نہ ہوں وہ یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اور جب یہ چاہے کہ نور ایمان اس کے دل میں کامل ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ بعد ازاں شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرما کر دعا گو کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ ساری ترغیب تمھارے واسطے کرتا ہوں کیونکہ پیر مرید کا مشاطہ ہوتا ہے جب تک کہ مرید کو جیسا کہ چاہیئے تمام آلائشوں سے پاک نہ کیا جائے وہ طریقت کا راستہ طے نہیں کرسکتا اور گمراہی سے باہر نہیں نکل سکتا۔ بعد ازاں لفظ مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ہر روز ایک بار یہ دعا پڑھتا ہے اور زمانہ ورد میں مر جائے وہ بہشتی ہوگا۔ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ بعد ازاں اسی محل میں فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد کرتے ہیں جب سے

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دُعا سنی ہے ہر نماز فرض کے بعد اس کو پڑھتا
ہوں اور میں نے اسکو اپنا ورد بنا لیا ہے جب ان کا انتقال ہوگیا تو کسی نے خواب
میں ان سے پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ مجھکو اسی دُعا
کی برکت سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی بخش دیا تھا اور جنت
میں جگہہ دی۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے گا خداوند تعالےٰ
اس کی برکت سے شام تک اسکو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے گا۔ اور آسمان سے
جو بلا نازل ہوگی وہ اس دعا کے پڑھنے والے سے بالا بالا گذر جائے گی لیکن
اگر اس شخص میں اخلاص و صدق نہ ہوگا تب وہ اُس کے اوپر آجائیگی اور میں نے
یہ خواص حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی کی زبان مبارک سے سنے ہیں
اور ہر شخص کو لازم ہے کہ کسیوقت دُعا کے پڑھنے اور تشفیع لانے سے خالی نہ رہے
پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ قوت القلوب میں
لکھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص یہہ دعا پڑھے گا
رات تک کسی بلا میں مبتلا نہ ہوگا دعا یہ ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
اَنۡتَ رَبِّیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡتُ وَاَنۡتَ رَبُّ الۡعَرۡشِ
الۡعَظِیۡمِ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمۡ یَشَآءۡ لَمۡ یَکُنۡ اَشۡھَدُ اَنۡ لَاۤ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ
شَیۡءٍ عِلۡمًا وَّاَحۡصٰی کُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِیۡ
وَمِنۡ شَرِّ غَیۡرِیۡ وَمِنۡ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنۡتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیۡ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ قاضی امام شعبی نے اپنی کتاب
کفایہ میں یہ حکایت لکھی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بوڑھے زاہد کے پاس
نوجوان حسین کنیزک تھی زاہد چونکہ بوڑھا تھا۔ کنیزک اس سے محبت نہ کرتی تھی

اور چاہتی تھی کہ کسی طرح اس کے ہاتھ سے نجات پائے ایک پڑوسن بڑھیا نے
اس سے کہا کہ میں تجھکو زہر ہلاہل تیار کردیتی ہوں روزہ افطار کرنے کے
وقت زاہد کو دے دیجو کنیزک نے ایسا ہی کیا اور تمام رات منتظر رہی کہ زاہد
کس وقت مرتا ہے جب صبح ہوئی اور دیکھا کہ زاہد کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا
اس سے نہ رہا گیا اور زاہد سے عرض کیا کہ تمہارا جی چاہے مجھکو رکھو یا مارو۔
میں نے تو تم کو زہر ہلاہل دیا تھا کیا سبب ہے کہ اس نے تم پر کچھ اثر نہ کیا
زاہد نے متبسم ہوکر فرمایا کہ میرے پاس ایسی دعا ہے کہ ایک زہر کیا کوئی چیز
مجکو نقصان نہیں پہونچا سکتی اور وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِی
لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
بعد ازاں شیخ الاسلام قدس سرہ نے فرمایا کہ شرائط اسباب دعا کے بہت ہیں
اگر سبکو بیان کروں تو طول ہو جائے۔ مگر پہلی شرط یہ ہے کہ خداوند جل جلالہٗ
وعم نوالہٗ کے نام پاک سے شروع کیجائے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں[1] کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءْ فِیْہِ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ پس لازم ہے
کہ پہلے بسم اللہ پڑھے پھر دعا کرے تاکہ قبول ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اپنی
عورتوں کو آواز دار زیور مثل خلخال وغیرہ کے نہ پہننے دے کیونکہ حدیث شریف
میں وارد ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خداوند تعالیٰ اُن لوگوں
کی دعا قبول نہیں فرماتا ہے جو اپنی عورتوں کے آواز دار زیور پہننے سے
خوش ہوتے ہیں۔ تیسری شرط یہ ہے کہ دعا کے آغاز و اتمام پر صدقہ دے۔

---

[1] یعنے ہر بڑا بھاری کام خدا کے نام کے ساتھ شروع نہیں کیا گیا وہ بے برکت ہے
یعنے بخیر و خوبی انجام کو نہیں پہونچتا ۱۲

جیسا کہ امام شافعی سے روایت ہے کہ ان کی کسی بادشاہ سے حاجت اٹکی تھی اور اس کے واسطے جا رہے تھے ایک درویش کو صدقہ دیا اور کہا کہ دعا کیجئے میری حاجت پوری ہو جائے۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ کے پاس جاتا ہے اس کے واسطے ضروری ہے کہ پہلے دربان کو کچھ دے اور درویش خدا کا دربان ہے جب یہ راضی ہوا تو حاجت بھی پوری ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

غرہ محرم ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی اجودھن کی تمام مخلوق چھوٹے بڑے اور مشائخ و درویش و مساکین آتے تھے اور شیخ الاسلام کے دست مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور حضرت شیخ الاسلام مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر روپیہ پیسہ جو جسکی تقدیر کا ہوتا نکال کر عنایت فرما رہے تھے اور لوگ جو شیرینی لاتے تھے اس کا ایک انبار لگا ہوا تھا تھوڑی تھوڑی درویشوں کو بھی دی جا رہی تھی اس روز شہر کا کوئی شخص مسافر یا متوطن زیارت سے محروم نہ رہا حضرت شیخ الاسلام کی یہ رسم تھی کہ ہر ماہ کے غرہ کو اسی طرح کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں شیخ عبداللہ محمد بن احمد بلخی جو واصلان حق میں سے تھے شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدمبوسی کر کے بیٹھ گئے شیخ الاسلام مراقبہ میں تھے اسی وقت ذکر کرنے لگے اور اسقدر ذکر کیا کہ بے ہوش ہو گئے حضرت شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ کا خرقہ آپ کے اوپر ڈالا گیا تب تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے حاضرین نے قدمبوسی کی عبداللہ بلخی کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے دیکھا ہمارے بھائی بہاء الدین زکریا ملتانی اس بیابان فنا سے شہرستان بقا کیطرف کوچ فرما گئے مگر میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ماجرا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں

اسیوقت انتقال کیا ہے آیئے نماز جنازہ پڑھ لیں پہر شیخ الاسلام اور حاضرین نے
نماز جنازہ ادا کی بعد ازاں فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے غائب کی
نماز جنازہ پڑہنی منقول ہے کیونکہ جب امیر المومنین سید الشہدا حضرت حمزہ
اور دیگر صحابہ شہید ہوئے ہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کی نماز جنازہ
غائبانہ پڑہی تہی پس لازم ہے کہ ہم بہی پڑہیں۔ اس کے بعد عشرہ ماہ محرم کی
فضیلت میں گفتگو ہونے لگی فرمایا کہ اس عشرہ کے اندر بجز طاعت وتلاوت
اور نماز دعا کے کسی کام میں مشغول ہونا نہ چاہیئے کیونکہ اس عشرہ میں قہر جاتا رہتا
اور رحمت الٰہی بکثرت نازل ہوتی ہے پہر فرمایا کہ اس عشرہ میں بہت سے طبقات
مشائخ نے تضرع وزاری ونیاز اپنے اوپر لازم کیا ہے پہر فرمایا تم نہیں جانتے
ہو کہ اس عشرہ میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا گذرا تہا اور آپ کے
فرزندان کیسے زار ونزار ہوئے تہے اور بعض تو پیاس ہی سے ہلاک ہوگئے
تہے اور پانی کا ایک قطرہ بدبختوں نے ان صاحبزادوں کو نہ دیا تہا جب شیخ الاسلام
اس کلام پر پہونچے تو ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہوگئے پہر جب ہوش
میں آئے تو فرمایا کہ کیسے کافر اور سنگدل اور بے عاقبت اور بے سعادت
اور نامہربان تہے جانتے تہے کہ یہ بادشاہ دین ودنیا کے فرزند ہیں اور پہر
اُن کو اس بیدردی کے ساتھہ شہید کرتے تہے اور اتنا خیال نہ آتا تہا کہ کل قیامت
کے روز حضرت خواجۂ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا مُونہہ دکہائیں گے الغرض
فرمایا کہ شروع سال عزہ ماہ محرم میں یہہ دُعا پڑہنی آئی ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ
اَسْأَلُکَ فِیْہِ الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَالْاَمَانَ مِنَ الشَّیْطَانِ
وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَیْنٍ وَّمِنَ الْبَلَایَا وَالْاٰفَاتِ فَذَلِّلْ لَکَ وَنَسْأَلُکَ

الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰی هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالَ
بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْكَ یَا بَرُّ یَا رَءُوْفُ یَا رَحِیْمُ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام
معین الدین سنجری قدس اللہ سرہٗ کی اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ محرم
کی پہلی شب میں چھ رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اخلاص
دس بار اور صحیح روایت میں آیا ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت
میں فاتحہ ایک بار اور سورہ یٰس ایک بار خداوند تعالےٰ اُسکو بہشت میں دو ہزار
محل عنایت فرمائے گا۔ ہر محل میں دو ہزار دروازے یاقوت کے اور ہر دروازے
میں ایک تخت زبرجد سبز کا بچھا ہوگا اور ایک حور اُس پر جلوہ افروز ہوگی اور یہ
نماز چھ ہزار بلاؤں کو دور کرتی ہے اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں
لکھی جاتی ہیں۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں نے کفایہ امام شعبی میں لکھا دیکھا ہے
کہ جو شخص ماہ محرم میں ہر روز سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھا کرے گا خداوند تعالیٰ اُسکو
آتش دوزخ سے رہائی دے گا۔ وہ کلمہ یہ ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ
بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ
وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ
مِنْكَ الْجَدُّ پھر اپنے ہاتھوں پر دم کرکے مونہہ پر پھیر لے حق تعالےٰ اُسکو
گناہوں سے ایسا پاک کردے گا کہ گویا ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا
ہوا ہے شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرما رہے تھے نماز کی اذان ہوئی۔
شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہوئے مخلوق اور دعاگو واپس اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
عَلٰی ذٰلِكَ +

تاریخ ۱۰ ماہ مذکور ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی نصیب ہوئی شمس دبیر اور شیخ جمال الدین ہانسوی اور شیخ بدرالدین غزنوی اور عزیزان دیگر حاضر تھے روز عاشورہ کی برکت میں گفتگو ہو رہی تھی فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَکَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ کُلَّهٗ یعنے جس نے عاشوراء کے روز روزہ رکھا اُس نے گویا تمام سال کے روزے رکھے پھر فرمایا کہ عاشوراء کے روز آہوان دشتی اپنے بچوں کو دودہ نہیں پلاتے۔ پھر کیا باعث ہے کہ مسلمان اس دن روزہ نہ رکھیں۔ پھر فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے جب اُنھوں نے حضرت امیرالمومنین حسن اور حسین علیہما السلام کے شہید ہونے کا واقعہ سُنا خاندان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سبب سے اِس قدر اپنا سر زمین پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور یہ زمین پر گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد جو دیکھا گیا تو جاں بحق تسلیم کر چکے تھے اُسی شب ایک بزرگوار نے ان کو خواب میں دیکھا کہ حضرت امیرالمومنین امام حسین علیہ السلام کے روبرو استادہ ہیں پوچھا کہ خداوند تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجکو بخشدیا اور حکم دیا ہے کہ حضرت امیرالمومنین حسین علیہ السلام کے روبرو کھڑے رہا کرو۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کبار کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کو اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے سامنے سے گذرے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر تبسّم فرمایا اور ارشاد کیا کہ جنتی کے دوش پر دوزخی سوار ہے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ حاضر الوقت تھے

حضور کا یہ ارشاد سنکر پوچھا کہ یارسول اللہ معاویہ کا بیٹا دوزخی کیونکر ہے حضور نے ارشاد کیا کہ یہہ یزید وہ شخص ہے جو حسن اور حسین اور میرے تمام آل کو شہید کرے گا علی رضی اللہ عنہ نے یزید کے قتل کرنے کے لیے نیام سے تلوار نکال لی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی ایسا نہ کرو۔ کیونکہ تقدیر الٰہی اسی طرح ہے علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ اُسوقت موجود ہوں گے فرمایا نہیں عرض کیا کہ یاروں میں سے کوئی ہوگا فرمایا نہیں عرض کیا کہ میں بھی موجود ہوں گا۔ فرمایا نہیں عرض کیا کہ حضرت فاطمہ موجود ہونگی فرمایا نہیں تب عرض کیا کہ میرے غریبوں کا ماتم کون کریگا فرمایا اے علی میری امت کرے گی پہر حضرت علی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں روئے اور حضرات شاہزادگان کو گود میں لیکر ایک نعرہ مارا اور فرمایا کہ اے غریبوں ہم کو نہیں معلوم کہ اُس صحرا میں تمہارا کیا حال ہوگا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام قدس اللہ سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ جس روز امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہونے والی تہی ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تمام انبیاء کی عورات کیساتہہ تشریف لائی ہیں اور دامن مبارک کمر میں باندہے ہوئے دشت کربلا کی زمین جس جگہ کہ حضرت امام نے شہادت پائی ہے اپنی مبارک آستین سے صاف کررہی ہیں پوچھا کہ اے خاتون قیامت اور اے شفیع محشر یہ کیا مقام ہے جسکو اپنی مبارک آستین سے پاک فرمارہی ہیں فرمایا یہ وُہ مقام ہے یہاں میرا غریب حسین سر دے گا اور شہادت پائے گا۔ پہر اسی محل میں فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے یہ واقعہ دریافت کیا اور فرمایا کہ جب ہم میں سے کوئی نہ ہوگا تو پہر ان مظلوموں کی تعزیت کون کرے گا جبریل نے عرض کیا کہ

کہ یارسول اللہ آپ کی اُمت آپکی ایسی تعزیت کرے گی جس کا بیان زبان سے ممکن نہیں۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شب عاشورہ میں چار رکعت نماز پڑہنی چاہیئے ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور آیۃ الکرسی تین بار اور اخلاص دس بار اور جب نماز سے فارغ ہو تو سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے پہر فرمایا کہ شیخ الاسلام عثمان ہرونی کے اوراد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز عاشورا میں آفتاب طلوع ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اور جو سورتیں یاد ہوں پڑہے ثواب بہت ہے پہر یہ دعا پڑہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ یَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَوَّلُ مَا خَلَقْتَ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَاٰخِرُ مَا تَخْلُقُ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ اَعْطِنِیْ فِیْہِ خَیْرَ مَا اَوْلَیْتَ فِیْہِ بِاَنْبِیَائِکَ وَاَصْفِیَائِکَ مِنَ النَّوَائِبِ وَالْبَلَایَا وَاَعْطِنِیْ مَا اَعْطَیْتَھُمْ فِیْہِ مِنَ الْکَرَامَۃِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی کی اوراد میں خاص اُنہیں کے ہاتہہ سے لکہا ہوا میں نے دیکہا ہے کہ روز عاشورا میں چند رکعت نماز پڑہے ہر رکعت میں فاتحہ اور والشمس اور انا انزلنا اور اذا زلزلت الارض اور اخلاص اور معوذتین سب ایک ایک بار پہر سلام کے بعد سر سجدہ میں رکہکر قل یا ایہا الکافرون پڑہے اور حاجت چاہے روا ہو گی۔ پہر فرمایا کہ اسی میں لکہا دیکہا ہے کہ عاشورا کے روز ستر بار پڑہے حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ حق تعالیٰ اس کو بخشدے گا اور اولیاء اللہ و مشائخ کبار کے زمرہ میں اس کا نام درج فرمائے گا پہر اسی محل میں فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص کفن چوری کیا کرتا تہا اور قریباً دو ہزار دو سو (۲۲۰۰) آدمیوں کے کفن اس نے چرائے تہے الغرض اس کام سے اس نے حضرت خواجہ حسن بصری کے ہاتہہ پر توبہ کی۔ خواجہ نے دریافت کیا کہ تو نے قبروں میں مسلمانوں کا حال کیا دیکہا۔ عرض کیا کہ سب کا حال بیان کرنا تو نہایت مشکل ہے دو تین واقعہ عرض

کرتا ہوں ایک قبر جو میں نے کھولی تو دیکھا کہ اُس میں ایک شخص ہے جس کا چہرہ نہایت سیاہ ہے اور ہاتھ پیروں میں اُس کے آگ کی زنجیریں بندھی ہوئی ہیں اور اُس کے مونہہ سے پیپ اور خون جاری ہے اس قدر بدبو آتی تھی کہ دماغ پریشان ہوگیا اور میں وہاں سے اُلٹا پھرا اُس مردہ نے مجھکو آواز دی کہ کیوں بھاگتا ہے یہاں آ اور میرا حال دریافت کر اور سُن کہ میں کیا کام کرتا تھا جس کے سبب سے اس بلا میں مبتلا ہُوا۔ میں پھر اُسکی قبر میں گیا اور دیکھا کہ فرشتگانِ عذاب نے اُس کی گردن میں زنجیریں باندھ رکھی ہیں اور بیٹھے ہیں میں نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا میں مسلمان اور مسلمان کا فرزند ہوں مگر میں شراب خوار اور زانی تھا اور اُسی بدمستی کی حالت میں مر گیا۔ اور اس ذلت میں گرفتار ہُوا پھر میں نے دوسری قبر کھودی تو دیکھا کہ ایک شخص سیاہ رو برہنہ کھڑا ہوا ہے اور چاروں طرف اُس کے آگ دوشن ہے اور زبان اسکی باہر نکلی ہوئی ہے اور فرشتے اسکی گردن میں زنجیریں باندھے ہوئے کھڑے ہیں اِس شخص نے مجھکو دیکھتے ہی فریاد کی کہ جناب تھوڑا سا پانی مجھکو پلائیے کہ میں پیاس کے مارے عاجز ہوگیا ہوں اُس کی یہ بات کہتے ہی میں نے چاہا کہ پانی دوں فرشتوں نے دھمکایا کہ خبردار اس تارک نماز کو پانی نہ دیجو کیونکہ خدا کے حکم کے خلاف ہوگا۔ پھر میں نے اوس شخص سے دریافت کیا کہ تو کیا کام کرتا تھا اُس نے کہا میں مسلمان تھا مگر کبھی میں نے خدا کی اطاعت نہیں کی اور میری طرح بہت سے لوگ عذاب میں گرفتار ہیں۔ پھر اس کے بعد میں نے ایک اور قبر کھودی دیکھا کہ ایک جوان ایسا خوبصورت جس کے حسن کا بیان نہیں ہوسکتا اور گرداگرد اُس کے سبزہ زار تھا اور چشمے بھر رہے تھے اور اس کے سامنے حوران بہشتی تخت پر بیٹھی تھیں میں نے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور کیا کام کرتا تھا اور کس عمل سے تو نے یہ درجہ پایا اُس نے کہا اے شخص میں تم ہی جیسا تھا لیکن ماہِ محرم میں عاشورا کے روز میں نے ایک واعظ سے سُنا تھا کہ جو شخص چار رکعتیں پڑھے خدا تعالے اُسکو بخش دیتا ہے پس

میں ہمیشہ ان کو پڑہتا تہا۔ پہر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص شب یا روز عاشورا میں خوشنودی خصمان کیواسطے چار رکعت نماز پڑہے خداوند تعالیٰ اسکو منکر و نکیر کے سوال سے محفوظ رکہے گا اور اس کے دشمنوں کو اس سے خوشنود کرے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ +

تاریخ ۴۔ ماہ صفر سنہ مذکور

دولت پابوسی حاصل ہوئی دعاگو چند روز کے واسطے ہانسی میں شیخ محمد ہانسوی کے پاس چلا گیا تہا جو حضرت قطب الدین بختیار اوشی کے یاران اعلیٰ سے تہے جب حضرت شیخ الاسلام کی دولت پائبوسی حاصل ہوئی فرمان ہوا کہ بیٹہہ جاؤ بیٹہہ گیا۔ اور جو مکتوب کہ شیخ برہان الدین نے دیا تہا پیش کیا خود مطالعہ فرمایا پہر ارشاد کیا کہ بہت دیر کردی بندہ نے سر زمین پر رکہکر عرض کیا کہ تن خاکی وہاں تہا مگر دل یہیں فرمایا ہاں یونہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تم پر ہمارا اشتیاق غالب تہا اور تم کہتے تہے کہ اگر میرے پر ہوں تو اڑکر چلا جاؤں اور خواجہ کیخدمت میں حاضر ہوں پہر لوگوں کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ شیخ کا مرید اور فرزند ایسا ہونا چاہیئے جیسے کہ مولانا نظام الدین ہیں پہر مجہہ سے ارشاد کیا کہ تم نے ایک خط بہی لکہا تہا جس میں اشتیاق پائبوسی بہت تہا اور تم نے ایک بیت بہی لکہی تہی جسکو میں نے یاد کرلیا ہے اور جب تم یاد آتے ہو تو میں اس بیت کو پڑہلیتا ہوں بے نظیر ہے اگر تم پڑہو تو میں سنوں میں نے قدمبوس ہوکر یہ بیت پڑہی ؎

نزانگاہ کہ بندۂ تو وانند مرا — بہر مردمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتے فرمودہ است — ورنہ کیم از کجا چہ دانند مرا

میں نے جو یہ بیت پڑہی شیخ الاسلام پر رقت طاری ہوئی اور بے حد و نہایت رقص فرمایا

یعنی چاشت سے دوپہر تک اس وجد و کیف میں مصروف رہے جب اس سے فارغ ہوئے تو خرقہ خاص اور عصا اور مصلے اور نعلین چوبی مرحمت فرمائیں اور دعا گو کو پہلو میں لیکر فرمایا کہ مولانا نظام الدین نزدیک ہے کہ میں تم کو رخصت کروں اور پھر تمہارا دیدار نہ دیکھوں لیکن اب جاؤ کہ اسی روز تمہاری رخصت ہے مگر اور چند روز بھی رہنا چاہیے کیونکہ دیدار غنیمت ہے پھر چشم پر آب کی اور رو رو کر یہ بیت پڑھی ؎

دیدار دوستان موافق غنیمت است　　　چوں یافتیم حیف بود گر رہا کنیم

بعد ازاں ماہ صفر کی نسبت گفتگو ہونے لگی فرمایا نہایت سخت اور گراں مہینہ ہے کیونکہ جب ماہ صفر آتا تھا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تنگدل ہوتے تھے اور جب یہ نکل جاتا تھا تو آپ خوشی کرتے تھے اور حضور کا یہ تغیر ماہ صفر کی گرانی اور سختی کے باعث سے ہوتا تھا پھر ارشاد ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھکو ماہ صفر کے نکلنے کی بشارت دی میں اسکو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ اَنَا بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ پھر اسی محل میں فرمایا کہ خداوند تعالیٰ ہر سال دس لاکھ اسی ہزار بلائیں آسمان سے بھیجتا ہے جن میں سے خاص اس مہینہ میں نو لاکھ بیس ہزار نازل ہوتی ہیں اس مہینہ میں دعا اور عبادت کے اندر مشغول رہنا چاہیئے تاکہ بلا سے کچھ نقصان نہ پہونچے۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے سنا ہے جو شخص چاہے کہ ماہ صفر کی بلاؤں سے محفوظ رہے ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الزَّمَانِ وَاَسْتَعِیْذُہٗ مِنْ شُرُوْرِ اَھْلِ الزَّمَانِ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِجَلَالِ وَجْھِکَ وَکَمَالِ قُدْرَتِکَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنْ فِتْنَۃِ ھٰذِہِ السَّنَۃِ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ فِیْھَا وَاَکْرِمْنِیْ بِالْفَقْرِ بِاَکْرَمِ النَّظَرِ وَاخْتِمْ لِیْ بِالسَّلَامَۃِ وَالسَّعَادَۃِ لِاَھْلِیْ وَاَوْلِیَائِیْ وَاَقْرِبَائِیْ وَجَمِیْعِ اُمَّۃِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی

صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعد ازاں اسی محل میں فرمایا کہ ماہِ صفر کی پہلی شب میں کل مسلمانو
کی حفاظت کے واسطے عشا کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھے پہلی میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا
الکافرون پندرہ بار اور دوسری میں فاتحہ کے بعد اخلاص گیارہ بار اور تیسری میں قل اعوذ
برب الفلق پندرہ بار اور چوتھی میں قل اعوذ برب الناس پندرہ بار پھر سلام کے بعد کئی بار
ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھکر اس کے بعد ستر مرتبہ درود شریف پڑھے چونکہ یہ نماز
قبل از وقت پڑھی جاتی ہے خداوند تعالیٰ ان تمام بلاؤں سے جو اس روز نازل ہونگی
محفوظ رکھتا ہے۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ میں نے شرح شیخ الاسلام شیخ معین الدین
چشتی میں لکھا دیکھا ہے کہ ماہِ صفر کے آخری روز تین لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں
یہ دن سب دنوں سے زیادہ سخت تر ہے اسواسطے آخری چہارشنبہ کو چار رکعت نماز ادا
کرے خداوند تعالیٰ اسکو تمام بلاؤں سے جو اس روز نازل ہوتی ہیں محفوظ رکھے
گا اور سال آیندہ تک کوئی بلا اس کے پاس نہ آئیگی دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا شدید القویٰ ویا شدید المحال یا مفضل یا مکرم یا لا الٰہ الا انت برحمتک یا ارحم
الراحمین۔ پھر فرمایا جو لوگ بلا میں مبتلا ہوئے ہیں وہ اسی ماہِ صفر میں ہوئے ہیں
چنانچہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اسی ماہ صفر میں گیہوں کھایا تھا جو بہشت
سے نکالے گئے اور ایک خطا کے سبب تین سو برس روتے رہے تمام گوشت
و پوست آپ کا گل کر جھڑ گیا تھا تب حکم ہوا کہ توبہ کریں قبول کروں گا غرضکہ یہ
ساری زحمت ماہ صفر ہی سے شروع ہوئی تھی پھر اسی کے مناسب فرمایا کہ وہب
بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ قابیل اور ہابیل دونوں بھائیوں
نے ماہِ صفر میں حضرت آدم علیہ السلام سے شکار کی اجازت چاہی حضرت آدم
نے ان کو منع کیا کہ ماہ صفر میں باہر نہ جاؤ مگر انہوں نے حضرت کا کہنا نہ سنا
الغرض جب یہ جنگل میں پہونچے تو دونوں بھائیوں میں کسی بات پر تکرار ہوئی اور

قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا پر پشیمان ہوا کہ مجھ سے یہہ کیا حرکت ہوئی یہ خبر حضرت آدم علیہ السّلام کو پہونچی آپ کو بہت رنج ہوا اسیوقت جبرئیل علیہ السّلام آئے۔ اور عرض کیا کہ اے آدم حکم الٰہی ہے کہ ہابیل کی اولاد سے تمام لوگ مسلمان ہوں گے اور قابیل کی اولاد سے تمام یہودی اور آتش پرست اور کافر ہوں گے کیونکہ اسنے ماہِ صفر میں اپنے بہائی کو ہلاک کیا ہے پہر اسی محل میں فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم اسی ماہِ صفر میں طوفان کے اندر غرق اور ہلاک گئی تہی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صفر ہی کی پہلی تاریخ کو آگ میں ڈالا گیا تہا اور ماہِ صفر ہی میں ایوب علیہ السلام کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہوئے تہے اور حضرت زکریا علیہ السلام پر جس روز آرہ چلایا گیا ہے وہ یہی ماہِ صفر کا آخری چہارشنبہ تہا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حلق پر جو چہری چلی ہے تو اس ماہِ صفر میں اور اسی مہینہ میں ہی حضرت جرجیس علیہ السلام کے سات ٹکڑے کئے گئے اور یونس علیہ السلام مچہلی کے پیٹ میں بند ہوئے بعد ازاں شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ نے چشم پُرآب کی اور ایک نعرہ مار کر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ حضرت سلطانِ انبیا کو جو زحمت لاحق ہوئی اور رحمتِ حق سے پیوستہ ہوئے تو یہی ماہِ صفر تہا پہر فرمایا کہ اسی طرح تمام انبیاء پر جو بلائیں نازل ہوئی ہیں اسی ماہِ صفر میں ہوئی ہیں یہہ مہینہ بہت سخت ہے حق تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور کل مسلمانوں کو اس مہینہ کی گرانی سے اپنی امان اور عصمت میں رکہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؎

تاریخ ۲۷۔ ماہ مذکور سنہ الیہ

دولت پابوسی میسر آئی عزیزانِ اہلِ سلوک مثلاً شیخ برہان الدین ہانسوی اور شیخ مطہو لاہوری اور شیخ جمال الدین ہانسوی علیہم الرحمۃ والغفران حاضر تہے اور چند اور

صوفی بھی خاندانِ چشت کے آئے ہوئے تھے اور مجاہدہ کے متعلق گفتگو چل رہی تھی
ارشاد کیا کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی سے کسی نے آپ کے مجاہدہ کی نسبت سوال کیا فرمایا
کہ میں بیس سال عالم تفکر میں ہوا کے اندر آنکھیں کھولے کھڑا رہا ہوں اور ان بیس سال
میں کبھی بیٹھنا اور اٹھنا اور سونا مجھکو یاد نہیں میرے پیروں سے خون جاری ہو گیا
تھا اور پیر ورم کر گئے تھے پھر اس کے بعد دس سال عالم محو میں رہا اور کبھی نفس کو سیر ہو کر
پانی نہیں پلایا صرف ایک ہفتہ یا مہینہ میں دو درم کے اندازے دیتا تھا پھر اس کے
بعد نفس کو انار شیریں کی خواہش ہوئی میں ہر روز اس سے وعدہ کرتا رہا یہاں تک کہ دس
سال گذر گئے تب نفس نے فریاد کی کہ تمہارا وعدہ کب پورا ہوگا میں نے کہا آخری وقت
میں اگر اپنے مجاہدہ کی مفصل کیفیت بیان کروں تو اس کے سننے کی تم میں طاقت نہیں
ہے جو معاملے کہ میں نے اپنے اور اپنے نفس کے ساتھ کئے ہیں تم ان کا یقین نہیں
کر سکتے۔ الغرض جب ستر برس اسی طرح سے گذر گئے درمیان سے حجاب اٹھ گیا اور
آواز آئی کہ اندر آؤ تم نے ہمارے کام میں کوئی کسر نہیں رکھی لہذا واجب ہوا کہ ہم
بھی تم پر تجلی کریں اس آواز کے آتے ہی خواجہ بایزید نے نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم
کی۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ حضرت بایزید کے انتقال کا یہ واقعہ ہے اور
فرمایا کہ جو مجاہدہ کرتا ہے وہی مشاہدہ کو جانتا ہے اور یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی

در کوئے تو عاشقاں چناں جان بدہند ... کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ مجاہدہ کیا ہے۔ فرمایا نفس کو مارنا
یعنے اس کی مراد پوری نہ کرنی اور وہ طاعت اختیار کرنی جس سے نفس راضی نہ ہو
پھر اسی محل میں فرمایا کہ خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس سے فرمایا
کہ اے نفس اگر آج کی رات تو میرا ساتھ دے تو میں دو رکعت نماز میں ختم قرآن
شریف کر لوں روز اسی طرح کرتے رہے آخر ایک دن نفس نے موافقت نہ کی اور آپکی

دو رکعتیں فوت ہوگئیں دوسرے روز آپ نے مناجات کے وقت عہد کیا کہ بیس سال تک نفس کو سیر ہو کر پانی نہ دوں گا۔ کیونکہ اس شب جو نفس نے کاہلی کی تھی اُس کا سبب یہی تھا کہ اس نے سیر ہو کر پانی پیا تھا پھر اسی محل میں فرمایا کہ شاہ شجاع کرمانی چالیس سال نہ سوئے تھے بعد چالیس سال کے ایک شب حضرت عزت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر یہ جہاں جاتے کپڑا اوڑھ کر لیٹ رہتے کہ پھر وہ دولت حاصل ہو ہاتف نے آواز دی کہ اے شاہ شجاع وہ دیدار چالیس سال کی بیداری کا نتیجہ تھا اب چالیس سال اور بیدار رہو تب وہ نصیب ہو پھر شیخ الاسلام نے چشم پر آب کی اور فرمایا کہ جب شاہ شجاع کرمانی کے انتقال کا وقت قریب پہونچا تو جس روز کہ آپ انتقال کرنے والے تھے ایک ہزار رکعت نماز آپ نے ادا کی اور مصلے ہی پر سو رہے دوبارہ حضرت ذوالجلال کی زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ اے شاہ شجاع آنا چاہتے ہو یا ابھی کچھ دن اور رہو گے عرض کیا کہ خداوندا اب رہنے کی تاب نہیں ہے میں تو آؤں گا چنانچہ اسیوقت بیدار ہوئے اور وضو کر کے دوگانہ پڑھا عشا کی نماز کا وقت تھا جو سر بسجدہ ہوکر جان بحق تسلیم کی شیخ الاسلام نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو یہ مثنوی آپ کی زبان پر جاری ہوئی ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند   کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت بایزید سے کسی نے پوچھا کہ اپنے مجاہدہ کا کچھ حال بیان کیجئے فرمایا اگر تھوڑا سا بھی بیان کروں تو تم اسکو سن نہیں سکتے۔ مگر میں تمہاری درخواست سے بہت تھوڑا بیان کرتا ہوں ایک شب میں نے نفس کو عبادت کے واسطے طلب کیا نفس نے سستی کی کیونکہ اس شب اس نے ذلیقہ سے زیادہ دو کھجوریں کھائی تھیں غرض کہ نفس نے میرا ساتھ نہ دیا جب دن ہوا تو میں نے عہد کیا کہ عرصے تک خرما نہ کھاؤں گا چنانچہ پندرہ برس خرما نہیں کھایا اور نفس کی

آرزو ہی میں رہا اور کہنے لگا کہ جو کچھ حکم فرماؤ گے میں تابعدار ہوں تب میں نے خرما خرید کر اسکو کھلائے اور وہ مطیع ہو گیا جو کچھ میں اسکو حکم دیتا تھا وہ بجالاتا تھا۔ بلکہ اس سے زیادہ کرتا تھا پھر فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اپنا مجاہدہ کہاں تک پہونچایا ہے فرمایا یہاں تک کہ دو دو اور تین تین سال ہو جاتے ہیں جو میں نفس کو سیر ہو کر پانی نہیں دیتا چنانچہ اب دس سال ہو گئے ہیں کہ اسکو پانی نہیں دیا ہے اور جب تک کہ ہر شب میں دو ختم قرآن شریف نہیں کر لیتا اور کسی کام میں مشغول نہیں ہوتا بعد ازاں خواجہ ذوالنون مصری کے انتقال کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز خواجہ اپنے یاران کے ساتھ تشریف رکھتے تھے اور اولیا اللہ کے انتقال فرمانے کا ذکر ہو رہا تھا کہ ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے اور ایک سیب ہاتھ میں لیے ہوئے آیا نہایت خوبرو اور نیک سیرت فرمان ہوا کہ بیٹھ جاؤ اور خواجہ ذوالنون مصری ہر بار اس شخص سے فرماتے تھے کہ خوب آئے اور بہت اچھے آئے پھر وہ سیب اس شخص نے خواجہ کو دیا خواجہ نے اس سیب کو دونوں ہاتھوں میں لیکر تبسم کیا اور فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیے جب وہ چلا گیا تو خواجہ نے لوگوں کو بھی معذرت کے ساتھ رخصت کیا پھر قبلہ رو ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا جب ختم کر چکے تو اس سیب کو سونگھا اور جان بحق تسلیم کی بعد ازاں جب خواجہ کا جنازہ مسجد کے آگے لائے نماز کا وقت تھا اور مؤذن اذان کہہ رہا تھا جب اس نے کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ خواجہ نے کفن سے ہاتھ باہر نکالے اور انگشت شہادت کھڑی کر کے فرمایا اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہ ہر چند لوگوں نے چاہا کہ انگلی کو نیچا کریں مگر نہ ہو سکی اور آواز آئی کہ اے مسلمانو جو انگلی ذوالنون نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر اٹھائی ہے وہ اس وقت تک نیچے نہ ہوگی جبتک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

ہاتھ اُسی نہ پکڑے گا۔ بعدازاں شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے یہ مثنوی پڑہی اور خوب روئے

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند — کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

بعدازاں فرمایا کہ جب خواجہ سہیل بن عبداللہ تستری کا انتقال ہوا اور آپ کا جنازہ لیکر باہر آئے تو شہر تستر کے یہودی جو از حد تنگ تھے اُن کا سردار برہنہ پا حاضر ہوا اور کہا جنازہ کو نیچے اُتارو کہ میں مسلمان ہوتا ہوں جب جنازہ نیچے اُتارا تو یہ یہودی جنازہ کے پاس کہڑا ہوکر کہنے لگا کہ اے خواجہ مجھکو کلمہ تلقین کرو تاکہ میں مسلمان ہوں اور اس سردار کے ساتھ اسکی قوم کے ہزار آدمی اُسوقت موجود تھے اس کے یہہ کلمہ سنتے ہی خواجہ نے کفن سے ہاتھ نکالے اور آنکھیں کھول کر کہا کہ کہہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ یہ کہکر پھر کفن کے اندر ہاتھ کر لیے اور آنکھیں بند کر لیں لوگوں نے اس یہودی سے پوچھا کہ تو نے کیا برہان دیکھی جو مسلمان ہوا اس نے کہا جسوقت تم لوگ یہہ جنازہ لیکر باہر آئے ہو میں نے آسمان میں ایک سخت آواز سنی اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسی آواز ہے پھر میں نے آسمان کیطرف نظر کی تو دیکھا کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ہاتھوں میں اُن کے نور کے طبق ہیں خواجہ کے جنازہ پر آتے ہیں اور اس نور کو نثار کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ اکبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین میں ایسے لوگ ہیں اور اسی سبب سے میں مسلمان ہوگیا پھر شیخ الاسلام نے چشم پُر آب کی اور عالم تفکر میں ہو گئے اور یہ مثنوی پڑہی ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند — کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ علی مکّی نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ عرش کو سر پر رکہکر لیجا رہے ہیں جب دن ہوا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ خواب کس شخص سے بیان کرنا چاہیے جو اسکی تعبیر دے آخر کہا کہ حضرت بایزید بسطامی کے پاس چلو

کہ اُن کے سوا اور کوئی شخص اس کام کا نہیں ہے۔ فرماتے ہیں جب میں گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ تمام شہر بسطام میں ایک شور و غوغا برپا ہے۔ میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت بایزید کا انتقال ہو گیا شیخ علی نے یہ سنکر ایک نعرہ مارا اور روتے ہوئے روانہ ہوئے جب حضرت بایزید کے جنازہ کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ جنازہ کو لوگ باہر لارہے ہیں شیخ علی نے بڑی مشقت اور دشواری سے کیونکہ لوگوں کی بے حد کثرت تھی حضرت بایزید کے جنازہ کو کندھا دیا اور دل میں کہا کہ میرے خواب کی تعبیر پوری ہو گئی خواجہ بایزید کا جنازہ ہی خدا کا عرش ہے جسکو تو سر پر رکھے ہوئے لیجا رہا ہے۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تیس سال دُعا گو عالم مجاہدہ میں رہا ہے نہ دن کی خبر تھی نہ رات کی نماز پڑھ لیتا تھا اور پھر اُسی عالم میں مشغول ہو جاتا تھا۔ پھر فرمایا کہ جس روز حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی نے رحلت فرمائی ہے اُس روز آپ کا جسم نہایت مضمحل تھا اور آپ منتظر بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہاتھ میں حریری کاغذ لیے ہوئے آیا جس میں اسم اللہ لکھا تھا اُس شخص نے سلام کر کے وُہ کاغذ حضرت خواجہ کو دیا۔ آپ نے ہاتھ میں لیکر اُس کا مطالعہ کیا۔ اور نام اللہ پر آنکھیں کھکر جاں بحق تسلیم کی۔ ایک شور عالم میں برپا ہُوا کہ خواجہ قطب الدین نے رحلت فرمائی الغرض جب غسل دے کر جنازہ تیار کیا تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ جنازہ کو اُٹھا سکے سب لوگ حیرت میں تھے کہ ایک سخت آواز آنی شروع ہُوئی لوگ واپس ہوئے پھر نماز جنازہ پڑھی اور جنازہ کے اُٹھانے کا قصد کیا کہ جنازہ خود بخود ہوا میں معلق وانہ ہُوا اور لوگ پیچھے پیچھے تھے اور جسقدر کفار اور غیر مذاہب کے لوگ تھے سب مسلمان ہو گئے اُن سے دریافت کیا کہ تم نے کیا برہان دیکھی جو اسلام اختیار کیا کہنے لگے کہ ہم نے دیکھا خواجہ کا جنازہ فرشتے سر پر رکھے ہوئے لیجا رہے ہیں جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے پھر ہوش میں آ کر یہ مثنوی پڑھی

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

حضرت خواجہ انہیں فوائد کے فرمانے میں مشغول تھے کہ نماز کی اذان ہوئی شیخ الاسلام قدس اللہ سرہٗ نماز میں مشغول ہوئے اور خلق دعا گو واپس۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

تاریخ دوم ماہ مبارک ربیع الاوّل شریف ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی میسر آئی اس بندہ کو خلعت خاص کے ساتھ مشرف فرمایا عزیزان اہل صفہ حاضر تھے۔ لفظ مبارک سے ارشاد کیا کہ مولنا نظام الدین کو میں نے ہندوستان کی ولایت دی اور صاحب سجادہ بنایا اس ارشاد پر بندہ نے دوبارہ قدمبوسی کی فرمان ہوا کہ اے جہانگیر عالم سر اٹھا اور فوراً ہی حضرت شیخ قطب الدین کی دستار جو اپنے سر پر باندھے ہوئے تھے عطا کی اور عصا ہاتھ میں دیا اور اپنے دست مبارک سے خرقہ پہنایا اور فرمایا کہ جاؤ دوگانہ ادا کرو میں جب قبلہ رو ہوا تو میرے ہاتھ پکڑ کر آسمان کیطرف نظر کی اور فرمایا کہ میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا پھر فرمایا کہ یہ سب چیزیں میں تم کو اس سبب سے دیتا ہوں کہ تم آخری وقت میرے پاس ہوگے اور یہ بھی فرمایا کہ میں بھی اپنے مرشد حضرت شیخ قطب الدین کے وصال کیوقت حاضر نہ تھا اسوقت میں ہانسی میں تھا الغرض اس کے بعد مولنا بدر الدین اسحٰق کو حکم دیا کہ سند تحریر کریں پھر جب سند مجھکو مل گئی تو میرا سر پہلو میں لیکر فرمایا کہ میں نے تم کو خدا تک پہونچا دیا پھر فرمایا کہ شیخ جمال الدین کو نہ دیکھوگے پھر فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عرس کا روز ہے ٹھہر جاؤ کل رخصت ہونا پھر اسی موقعہ پر فرمایا کہ حضرت امام شافعی نے اپنی کتاب کفایہ میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی صحیح روایت سے نقل کیا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نے دوسری تاریخ ربیع الاول کو انتقال فرمایا تھا۔ اور دو روز معجزہ کے سبب سے جسم مبارک کو دفن نہ کیا گیا تھا۔ جسد اقدس سے ایسی خوشبو آ رہی تھی کہ گویا تمام عالم کے عطریات اُس کے اندر بھر گئے ہیں اور جو خوشبو کہ بحالت حیات حضور انور سے آتی تھی اُس میں ذرہ برابر فرق نہ ہوا تھا چنانچہ اس کے مشاہدہ سے اُس روز کئی ہزار یہودی مسلمان ہوئے پس اس معجزہ کے سبب سے دو روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو رکھا گیا تھا پھر اس کے بعد فرمایا آپ کی نو بیبیاں تھیں ہر بی بی نے ایک ایک روز کھانا تقسیم کیا اور بارہویں تاریخ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسقدر کھانا تقسیم کیا کہ مدینہ میں کوئی شخص محروم نہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ بارہویں تاریخ حضور کے عرس کی مسلمانوں میں مشہور ہو گئی مگر صحیح روایت کے موافق وصال حضور کا دوسری تاریخ ہی کو ہوا ہے۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت زیادہ ہوئی تو آپ تین روز مسجد میں تشریف نہ لا سکے تیسرے روز بلال نے حجرہ شریف کے دروازہ پر جا کر عرض کیا کہ الصلوٰۃ یا رسول اللہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور فرمایا کہ بلال سے کہو کہ ابو بکر اور عمر آئیں تاکہ ہم مسجد میں چلیں ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین حاضر ہوئے اور حضور اقدس اِن کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لائے اور چاہا کہ امامت کریں۔ مگر طاقت نہ تھی۔ ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا مسلمانوں نے یہ حال دیکھکر ایک نعرہ مارا اور قریب تھا کہ اُن کا زہرہ آب ہو جائے۔ الغرض رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم واپس حجرہ میں تشریف لائے اور سیاہ کمبل اوڑھ کر لیٹ رہے تھوڑی دیر کے بعد ایک اعرابی دروازہ پر حاضر ہوا اور کواڑوں پر ہاتھ مارا جس سے تمام در و دیوار میں لرزہ ہو گیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دروازہ

تشریف لائیں اور فرمایا کہ یہ موقعہ (گفتگو وغیرہ کا) نہیں ہے ہر چند کہ حضرت فاطمہ اُس سے معذرت کرتی تھیں مگر وہ کچھ نہ سنتا تھا آخر یہ آواز حضورِ اقدس کے گوش گذار ہوئی۔ حضرت فاطمہ کو بلاکر فرمایا کہ اے جانِ پدر یہ عزیز اعرابی نہیں ہے بلکہ یہ وہ شخص ہے کہ اگر تم دروازہ بند کر دو گی تو دیوار میں سے چلا آئے گا یہ وہ شخص ہے جو فرزندوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ کرتا ہے تمہارے باپ کی حرمت اس نے نگاہ رکھی ہے جو اجازت چاہتا ہے اسکو بلاؤ تاکہ یہ جس حکم کے واسطے آیا ہے اُسکو جاری کرے حجرہ میں سے ایک نعرہ بلند ہوا اور ملک الموت اندر آئے اور قدمبوس ہوئے فرمان ہوا کہ بیٹھ جاؤ بیٹھ گئے حضور نے فرمایا کہ کس کام کو آئے ہو عرض کیا کہ حضور کی زیارت کا مجھکو حکم ہوا مگر ساتھ ہی یہ بھی تاکید کیگئی کہ جبتک اجازت نہ ملے اندر نہ جانا اور یہ عرض کرنا کہ اگر حضور تشریف لے چلنا چاہیں تو میں قبض روح کروں ورنہ واپس چلا جاؤں حضور نے فرمایا اتنی دیر ٹھیرو کہ جبرئیل آجائیں اسیوقت جبرئیل بھی حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ یا اخی کیف حالک عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرشتے آسمانوں میں نور کے طباق لیے ہوئے آپ کی جانِ پاک کے منتظر ہیں آسمان اور بہشت کے دروازہ کھول دیے گئے ہیں انبیاء علیہم السّلام کی روحیں آپ کے استقبال کے لیے کھڑی ہیں حوران بہشتی مشتاق دیدار ہیں رضوان نے جنت آراستہ کی ہے تاکہ آپ تشریف لائیں حضور نے فرمایا اے اخی جبرئیل میں یہ دریافت نہیں کرتا بلکہ تم یہ بتاؤ کہ میرے بعد میری اُمت کا کیا حال ہوگا۔ جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم اپنی اُمت کو میرے سپرد کر دو تاکہ قیامت کے روز میں اُن کو تمہیں ویسا ہی واپس کر دوں جیسی کہ وہ تمہاری زندگی میں تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں بس میرا مقصود یہی ہے پھر حضور نے ملک الموت کو حکم دیا کہ اب

تم اپنا کام شروع کرو یہ حکم سنتے ہی ملک الموت نے اپنا ہاتھ حضور کے پائے مبارک پر رکھا اور ہاتھ پھیر کے اندر اتر گیا پھر ملک الموت نے روح مبارک قبض کی حضور نے پانی کا ایک پیالہ بھروا کر پاس رکھ لیا تھا اور بار بار ہاتھ اس میں تر کر کے سینہ پر ملتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیَّ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ یعنے اے خدا جان کندنی کی تلخی مجھ پر آسان کر پھر جب روح حلق مبارک میں پہونچی تو آپ نے ہونٹ ہلائے حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگائے تو سنا کہ فرماتے ہیں اے خدا محمد کے جان دینے کی طفیل میری امت پر رحمت فرما اور آخری وقت تک یہی فرماتے رہے جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی جملہ حاضرین مجلس سے ایک نعرہ بلند ہوا۔ شیخ الاسلام بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش میں آئے تو دعا گو کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جن کے واسطے تمام عالم پیدا کیا انہیں کو جب عالم میں نہ رکھا تو پھر میں اور تم کون ہیں کہ زندگی کا دم بھریں پس ہم بھی اپنے آپ کو رفتگان میں شمار کرتے ہیں مگر زاد راحلہ کا فکر کرنا بہت ضروری ہے غفلت اور گفتگو میں وقت کھونا نہ چاہیئے تا کہ کل قیامت کے روز شرمندہ نہ ہوں جب شیخ الاسلام نے یہ کلام ختم فرمایا شمس دبیر خدمت میں حاضر تھے قدمبوس ہو کر بولے کہ مولنا نظامی کی ایک نظم دستیاب ہوئی ہے حکم ہو تو عرض کروں فرمان ہوا کہ پڑھو جب شمس دبیر نے نظم پڑھی تو گویا شیخ الاسلام میں جان آگئی ایک پھر حال میں رہے یہ وقت نہایت راحت کا تھا اور اسی وقت وزیاران خاص شمس دبیر کو عطا ہوا اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام تلاوت میں مشغول ہوئے اور یہاں کے حاضر باش بندگان سے میں نے سنا ہے کہ پھر وقت انتقال تک حضرت شیخ الاسلام کسی کے ساتھ ملکر نہیں بیٹھے۔ صرف مشغولی

حق میں مصروف رہے واللہ اعلم شمس دبیر نے جو نظم پڑھی وہ یہ ہے۔

نظم

جہاں چیست بگذر ز نیرنگ او — رہائے بچنگ آر از چنگ او
مقیمے نہ بینی دریں باغ کس — تماشا کند ہر یکے یک نفس
دریں چارسو ہیچ بیگانہ نیست — کہ کیسہ بہر مرد خودکامہ نیست
درو ہر دمے نو برے میرسد — یکے میرود دیگرے میرسد
جہاں گرچہ آرامگاہے خوش است — شتابندہ را نعل در آتش است
دو در دارد ایں باغ آراستہ — در و بند ایں ہر دو برخاستہ
درآ از درے باغ بنگر تمام — ز دیگر در باغ بیروں خرام
اگر زیرکی باگلے خو مگیر — کہ باشد بجا ماندنش ناگزیر
دریں دم کہ داری بشادی بسیچ — کہ آیندہ در زیر ہیبت و پیچ
یکے را درآرد بہ ہنگامہ تیز — دگر را ز ہنگامہ گوید کہ خیز

نظامی سبکباریاراں شدند
تو ماندی و غم غمگساراں شدند

۷۸۶

شواہد نظامی

اس کے مضامین کی نسبت امرتسر کا مشہور معروف اخبار وکیل رقمطراز ہے کہ یہ کتاب سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کی مفصل و مکمل لائف ہے جس میں آپ کی مبارک زندگی کے پورے حالات درج کیے گئے ہیں اس کے پڑھنے سے اگلے بزرگوں کے دینی و دنیاوی مشاغل کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ دنیاوی حشمت کے باوجود وہ کس طرح خدا کی یاد میں منہمک تھے اول بتایا گیا ہے کہ آپ کے اجداد کس طرح ہندوستان میں آئے۔ پھر آپ کی پیدائش اور تعلیم و تربیت کا ذکر ہے۔ پڑھکر حیرت ہوگی۔ کہ اس یتیم ہونہار کو والدہ صاحبہ نے اس عمدگی سے لکھایا پڑھایا کہ جو آجکل کے مردوں سے بھی ممکن نہیں بدایوں سے دہلی جانا اور پاکپتن شریف میں حاضر ہو کر بابا فریدالدین گنجشکرؒ سے بیعت ہونا۔ پھر خلافت پانا۔ اور ولایت دہلی پر مقرر ہو کر واپس آنا۔ خوب وضاحت سے لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد فتوح اور خلقت کی رجوعیت اور آپکے ابتدائی خیالات کا بیان ہے شاہان دہلی کی عقیدت اور امرائے سلطنت کی گرویدگی اور آپ کا برتاوا قابل دید تذکرہ ہے سلطان قطب الدین خلجی کے قتل کی جسپر یورپین مورخوں کو خیال ہو گیا ہے کہ آپ کی سازش سے ہوا اصل حقیقت اور شرح واقعہ اسی طرح سلطان غیاث الدین تغلق کی مخاصمت اور موت کا تاریخی قصہ اور اس کی اصلیت ظاہر کی گئی ہے۔ آپ کے ذکر کے علاوہ ان اسّی بزرگوں کے مختصر و مجمل حالات ہیں جو آپ کے مشائخ یا مریدین یا ہمعصر تھے۔ آپ کے خاص اعمال و وظائف کی بھی معقول مقدار شامل کی گئی ہے۔ غرضکہ واقعات اور نفس مضمون کے لحاظ سے یہ ایک مفید اور جامع کتاب ہے ✣

قیمت علاوہ محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

منیجر رسالہ نظام المشائخ و درویش پریس ایجنسی دہلی سے طلب فرمایئے

خدائی لشکر کا ایک رسالہ

اقلیم پر نفس و شیطان نے لام باندھا ہے۔ حرص و طمع کی پلٹنیں غرور و تکبر کے رسالے۔ حسد و عناد کے ہتیار سنبھالے سائنس و فلسفہ کی رسد رسانی کے بھروسے پر ایمانی سرحدوں میں گھسے چلے آتے ہیں اور نفوس مطمئنہ المنیا ان سے قصر روحانی کے تہ خانوں میں ذکر الٰہی کر رہے ہیں تو کیا دشمن فتحیاب ہونگے؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جذبۂ ربانی حرکت میں آتے ہیں قدوسی فوجیں ضرب نفی اثبات کے علم اٹھائے نعرہ ہو لگاتی امڈی چلی آتی ہیں اب توپیں گرجیں گی گولے گولیاں برسیں گی خون کی کیچڑ میں پاؤں پھسیں گے نفس خودی کے تاجدار سپاہیوں کی ٹھوکروں سے پامال ہونگے۔ اگر کوئی اس پیشین گوئی کا ظہور دیکھنا چاہے تو خدائی لشکر کے ہراول رسالہ نظام المشائخ دہلی کو منگا کر دیکھئے جو ہر قمری مہینے کی چھٹی تاریخ کو سیدی مولائی خواجہ حسن نظامی صاحب خواجہ زادہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی سرپرستی و نگرانی اور ملا محمد الواحدی کی اڈیٹری میں ۶۴ صفحوں پر بڑے سائز سے مجلد نکلتا ہے گویا جنہیں لیکر ہر ماہ میں ایک بار الٰہی ریل دہلی کے کیمپ سے چھاپہ مارتا ہے یہ وہ رسالہ ہے جسکی بنا رونگی ہندوستان میں دھوم ہے یہ وہ رسالہ ہے جو علوم روحانی کو انگریزی سنسکرت اور عربی چار دینوں سے ملا کر اپنے اردو کے خیمہ میں جمع کر دیا ہے یہی وہ رسالہ ہے جسنے ہزاروں انگریزی تعلیم یافتوں کو جو مرکز تصوف سے ہٹ گئے تھے پھر دائرہ وحدت پر سمیٹ لیا ہے یہی وہ رسالہ ہے جسکی خصوصیات حد شمار سے باہر ہیں اور جسنے دور جدید اور دور قدیم کے مضمون نگاروں کو ایک میدان میں طبع آزمائی کا موقع دیا ہے صوفیانہ رزم بزم کے جلوے دیکھنے ہوں سیکڑوں برس گزشتہ کے نامور بزرگوں کی محفلوں کا کیف مشاہدہ کرنا ہو علوم جدیدہ کو علوم قدیمہ کے پاؤں پر گرتا دیکھنا ہو تو رسالہ نظام المشائخ طلب کیجئے راحت دل آب دیدہ وقت خوش رکھا ہو تو اس رسالہ کو پڑھئے جسمیں تسکین روح اور حیات جسمانی و روحانی کا عظیم الشان ذخیرہ مہیا کیا جاتا ہے یہ وہ کتاب و دستار تحائف کے تبادلہ میں یہ رسالہ کام آتا ہے بزرگ اپنے خوردوں کو پیر مریدوں کو ہدیۃ اللہ دیتے ہیں مریدوں کیلئے بھی مرشدین کی خدمت میں یہی رسالہ نذر ہوتا ہے شریف مستورات کے مطالعہ کیلئے بھی اسی کی تاک ہے لہذا آپ کو بھی چاہئے کہ خدائی لشکر کے اس رسالہ کا خیر مقدم کر کے غازیان دین کے رجسٹر میں نام لکھوا لیں قیمت سالانہ مع محصول ڈاک قسم اول [illegible] قسم دوم [illegible] ششماہی [illegible] علی الترتیب نمونہ مفت ملتا ہے منیجر نظام المشائخ دہلی فیض بازار سے طلب کیجئے